رجسٹرڈ سی ۳۷۸

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کے لیے ہی

رسالہ

اصلاح

نمبر ۷ | بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۶ ہجری | جلد ۱۱

نمبر شمار	فہرست مضامین	اسماء مضمون نگاران	صفحہ
۱	اصلاح پرنٹنگ کمپنی	اڈیٹر	۲
۲	الآل والاصحاب	اڈیٹر	۳
۳	فیصلہ امامت و اقتدا	اڈیٹر	۹
۴	دشمنان آل رسول	جناب مولوی محمد صالح صاحب بارہ	۳۷
۵	سائنس اور اسلام	جناب سید محمد صاحب بی اے نونہرہ	۴۱
۶	فساد محرم	اڈیٹر	۴۳
۷	التقریظات	"	۴۹
۸	آل انڈیا شیعہ کانفرنس	"	۵۲
۹	العوالم الاسلامیہ	"	۵۳
۱۰	تنقید بخاری	جناب فخر الحکما مدظلہ	۱۶۷
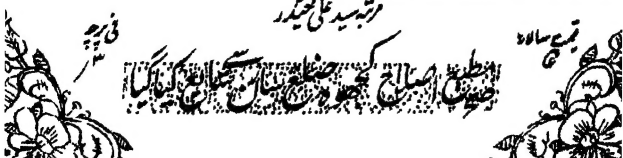
مرتبہ سید علی حیدر

قیمت سالانہ ۶؎

فی پرچہ ۸؎

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

مظفری یتیمخانہ فنڈ جناب میر عباس علی صاحب کتب فروش الہ آباد جناب میر تفضل عباس صاحب مختار ریاست پہاسو ضلع بلندشہر میزان ـ میزان سابق لما عیہ میزان الکل لما لعیہ

اعانت حافظ علی حسین صاحب پکولیا ضلع بستی جناب سید محمد اسحق صاحب عرف راجہ میان از پٹنہ عیہ

حافظ صاحب ممدوح لکھتے ہین کہ علاوہ ادان رقمونکے جو بذریعہ اصلاح وصول ہوے حسب ذیل رقمین بمد اعانت وصول ہوین جناب شاہ معقدر علی صاحب ساکن لاہور عہ جناب منشی انور علی صاحب نائب رجسٹرار مدرسہ علیگڈہ عہ جناب قاضی ضیاء اللہ صاحب تحصیلدار جسمیر گڈہ صہ اب صرف عہ کی اور ضرورت ہے کہ دین سے سبکدوش ہون ـ

اعانت بمد اپیل جناب میر مواتی مین صاحب نے معہ کی رقم جو مطابق تحریر مندرجہ اصلاح صفحہ ۵۶ عنایت کی تفصیل اوسکی حسب ذیل ہی جناب میر یاور حسین صاحب نصیر آبادی ہیڈ انسپکٹر جناب سید مواتی حسین صاحب سید معصوم علی صاحب بلگرامی سید محمد مرتضی صاحب جائسی سید نواجد علی صاحب بارہہ سید غلام امام صاحب سید زوار حسین صاحب سید محمد رضا صاحب خواجہ محمد علی حسین صاحب میر امیر حیدر صاحب میر سخاوت علی صاحب میر حفاظت حسین صاحب میر الفت حسین میر شبیر احمد صاحب معہ سے تحویل اصلاح مین معہ بمد امانت جمع ہے ـ

وقفی کتابون کا اعلان ۲۵ ہزار رسالے جدید مقابل دیدبعرض حفاظت وحمایت مذہب شیعہ طبع کراکے خاکسار نے وقف کیے ہین ڈہائی آنہ کے ٹکٹ بغرض محصولڈاک روانہ فرماکر راقم سے طلب فرمائین چھ رسالے ہر شخص کو بہیجے جائینگے اگر بیرنگ جائیگا درخواستین صرف اس نشان سے آئین ـ المشتہر حکیم سید حسین گریان ایڈیٹر العوارف لکھنو نخاس جدید **الفرق** ہر دو جلد مطابق تحریک اصلاح نمبر بارہ صاحبونکو مفت دی گئی خواجہ میر حسین صاحب نگینہ سید محمود خان بدایون سید حسن صاحب کہجوہ منشی دوارکا پرشاد صاحب حصار سید الطاف حسین صاحب الہ آباد فرمان علی صاحب شاہجہانپور میر غلام مصطفی اکبر عبد علی صاحب دہلی میرزا علی محمد صاحب لاہور زائر حسین صاحب مرزاپور حکیم فتح محمد صاحب فیروزپور مولوی محمد حسن صاحب نوگانوان جالندھر ـ لہذا اب کوئی صاحب مفت نہ طلب کرین ماہ رجب وشعبان و رمضان تک عامین برعایت ہر دو حصہ مل سکتے ہین ـ المشتہر سید محمد جامع مسجد مراد آباد

انجمن اثنا عشری بمبئی سے کون مومن ناواقف ہوگا جو حج و زیارت سے مشرف ہوا کہ جناب مرزا افضل حسین صاحب مہتمم کی کوشش سے ہر شخص اس انجمن مین آرام پایا اور سفر حج و زیارت مین ہر قسم کی سہولت ہوتی ـ ۱۴ برس سے یہ انجمن قائم ہے مگر اب بہت تنزل ہو رہا ہے مرزا صاحب کی مالی حالت مثل سابق نہین رہی اور سن بہی ضعیفی کا ہے لہذا تمامی مومنین سے التماس ہے کہ جن حضرات نے چندہ مقرر کیا ہے وہ جلد توجہ فرمائین ـ اور جن حضرات نے ابتک نہین توجہ کی اس کار خیر مین امداد فرمائین کہ یہ انجمن بہتر ترقی کرے ایک مکان مستقل انجمن کیلیے لے لیا جاے اور سلسلہ تجارت قائم کیا جاے روساے پٹنہ نے جس قدر اس کار خیر کیطرف توجہ فرمائی ہے اگر جملہ مومنین اوسیطرح آمادہ ہوجائین تو کوئی بات نہین ـ مراسلات خواہ خطوط ہون یا منی آرڈر ـ

بنام مرزا افضل حسین صاحب مہتمم انجمن اثنا عشری تالاب باب اللہ بمبئی ہونا چاہیے ـ

نمبر ۷ | بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۶ ہجری | جلد ۱۱

اعلان ضروری

الحمد للہ کہ یہ نمبر یکم رجب کو مل رہا ہے مبارکباد

چونکہ اصلاح نمبر ۲ و ۳ و ۴ - اکثر حضرات کے نام بذریعہ ویلیو روانہ ہوا - فارم کی خرابی سے بہت سے ناموںمیں اشتباہ پیدا ہوا - اکثر حضرات کو خطوط بھی لکھے گئے مگر جواب پر توجہ نہ کی گئی لہذا جن حضرات کے پاس کوئی نمبر نہ پہونچا ہو یا اونکے نام غلطی سے پرچہ نہ جاتا ہو اور اونکا چندہ وصول ہو براہ کرم مطلع فرمائیں کہ پرچہ روانہ کیا جائے -

اصلاح کی جلدوںکا ناقص اور ناتمام رہنا خود مجھے ناگوار ہے لہذا جن حضرات کے پاس کوئی نمبر کم ہو مطلع فرمائیں مگر نمبر خریداری ضرور لکھیں کہ تعمیل میں دقت نہو -

رسید زر وصولی اصلاح پرنٹنگ کمپنی از ۲ جولائی لغایت ۲۳

نمبر شمار		وصولی	الصفی
بقیہ ۴۴	جناب سید محمد محسن صاحب تحصیلدار متعلی ضلع کہیری ۵۳ ۲۳	لہ	صہ
۵۷	جناب میر علی حسین صاحب محلہ چہل بی بیان لاہور ۳۱۸۰	لہ	صہ
۵۸	جناب سید اقبال علی صاحب رئیس مچھلی شہر جونپور بتوسط جناب تحصیلدار صاحب بارہ [illegible]	لہ	صہ

الآل والاصحاب

سلسلہ کیلئے ۵ ملاحظہ ہو

ہاں بعض خوش عقیدہ نے تو یہی تراشا ہے کہ رسول اللہ نے انکی نماز پڑھی تھی دشاید قبل از وفات خود آنحضرت نے پڑھی ہو) اور جس نے یہ ترقی کی کہ خود خدا نے پڑھی چنانچہ اوسی تاریخ خمیس میں ہے وذکر المحب ... انہ قام فی حش کوکب ثلاثا مطروحا لا یصلے علیہ حتی ہتف ہم ہاتف ادفنوہ ولا تصلوا علیہ فان اللہ عز وجل قد صلی علیہ ص ۲۹۶

یعنی حضرت عثمان حش کوکب میں تین روز پڑے رہے کوئی اونپر نماز نہ پڑہتا تہا یہانتک کہ ہاتف نے آواز دی یونہی دفن کردو کہ خداوند عالم نے انپر نماز پڑہی ہے۔

اب اس سے بڑہکر کیا ترقی ہوسکتی ہے کہ خدا نے انپر نماز پڑہی ہے۔ مگر اسقدر تو یقینا معلوم ہوا کہ صحابہ و تابعین سے کوئی ایسا باتوفیق نہ تہا جو انپر نماز پڑہتا۔

اب انہیں کے حال پر عبداللہ بن زبیر کے حال کو قیاس کرنا چاہئے کہ وہ بھی صحابی ہیں۔ اور خلیفہ اول کے نواسہ اور اہلسنت کے خلیفہ جو بحکم خلیفہ وقت عبدالملک مارے گئے۔ انپر بھی نہ کسی سنی نے نماز پڑہی نہ صحابی نے نہ تابعی نے تاریخ کامل میں ہے۔

وان عبد اللہ لم یصل علیہ احد منعہ الحجاج من الصلوۃ علیہ وقال انما امر امیر المومنین بدفنہ وقیل صلی علیہ غیر عروۃ والذی ذکرہ مسلم فی صحیحہ ان عبد اللہ بن زبیر القی فی مقابر الیہود صفحہ ۱۳۹ جلد ۴

یعنی عبداللہ بن زبیر پر نماز میت نہیں پڑہی گئی۔ حجاج نے روکدیا اور منع کیا اونپر نماز پڑہنے سے اور کہا کہ امیر المومنین عبدالملک نے صرف دفن کرنیکا حکم دیا ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اونپر عروہ نے نماز پڑہی۔ اور صحیح مسلم میں یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر ڈالدیئے گئے مقبرہ یہود میں پس یہ نہیں کہ سکتا کہ آخر حضرات اہلسنت کس دین اور ملت کے تابع ہیں کہ مدعی تو ہیں صحابہ سے تولا کی۔ اور خیر اخواہی کے مگر طرز عمل یہ ہے کہ خود ہی تو خلیفہ بناتے ہیں اور جب تک

منافع دنیوی ملتے رہتے ہیں ساتھ رہتے ہیں - ادہر نفع فوت ہوا اور دوسری طرف جھکے - پھر اپنے پہلے خلیفہ کو ایسا ذلیل وحقیر کرتے ہیں کہ کوئی اسکا بھی روادار نہیں ہوتا کہ اسکو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کریں - یا نماز جنازہ پڑہیں - پھر ایسے کوئی کیا امید کرسکتا ہے - یہیں سلطنت کے خیرخواہ ہو سکتے ہیں انکو تو اپنے نفع سے کام ہے جب تک ہوا نہی ہے - خلیفہ بھی ہیں رسول بھی ہیں - امام بھی ہیں - پھر کہاں کے تم کہاں کے ہم

مدفن ابن الزبیر اگرچہ مدفن کا حال ابھی سن چکے ہیں کہ وہ مقابر یہود میں دفن ہوئے جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انکا رشتہ یہود سے کیسا قریبی ہے کہ انکے خلفا کو مدفن بھی ملتا ہے تو مقبرہ یہود میں - مگر گفتگو اسمیں ہے کہ آخر یہ شرف انکو حاصل کیونکر ہوا - کیونکہ باپ انکے زبیر تو جنگ جمل میں مارے گئے بصرہ میں دفن ہوئے جو آبادی شہر بصرہ سے بہت دور مقام پر واقع ہی - جد مادری انکے حضرت ابوبکر تو روضۂ رسول میں بلا اجازت ورثہ دفن ہوئے پھر انکو یہ ترکہ ملا تو کہاں سے -

یہ میراث انکو حضرت عثمان سے ملی کیونکہ انکا مدفن حش کوکب میں ہے چنانچہ تاریخ کامل میں ہے -

ودفن فی حش کوکب فلما ظہر معاویۃ بن ابی سفیان علی الناس امر بذلک الحائط فہدم وادخل فی البقیع وامر الناس فدفنوا امواتہم حول قبرہ حتی اتصل المدفن بمقابر المسلمین صفحہ ، جلد ۳

یعنی عثمان دفن کئے گئے حش کوکب میں جب معویہ کو تسلط اور غلبہ ہوا تو حکم دیا کہ یہ دیوار توڑ دی جائے اور بقیع (مدفن اہل اسلام در مدینہ) میں ملالی جائے اور لوگونکو حکم دیا کہ اپنے مردے گرد قبر عثمان دفن کریں یہانتک کہ وہ مقام ہی مقبرہ مسلمین سے متصل ہوگیا اگرچہ یہ عبارت بطور خود کافی ہے اسکے لئے کہ عثمان کا مدفن - بتائیے وہ کہاں دفن ہوئے کیونکہ معویہ کا بعد تسلط اوس دیوار کو توڑنا اور بقیع میں اوسکا ملانا - اور لوگونکو حکم دینا کہ یہاں اپنے مردے دفن کرو - جس سے مقبرہ مسلمین سے متصل ہوجائے کافی شہادت ہے اسکی کہ وہ مسلمانوں کے دفن کی جگہ نہ تھی - مگر مزید تحقیقات کے لئے لغت کی طرف رجوع کرنیسے

اسکی پوری تشریح ہو جاتی ہے - مجمع بحار الانوار گجراتی میں ہے - وفیہ ان ھذہ الحشوش محتضرۃ یعنی الکنف ومواضع قضاء الحاجۃ الواحد حش بالفتح واصلہ من الحش البستان لانھم کانوا اکثر ما یتغوطون فی البساتین = ومنہ ح عثمان انہ دفن فی حش کوکب وھو بستان بظاھر المدینۃ خارج البقیع ا ھ

ص ۲۷۰ جلد اول

یعنی حدیث میں ہے کہ یہ باغ سب جگہ پاخانہ کی ہے - و احد اسکا حش ہے یعنی باغ کیونکہ اون لوگونکا قاعدہ تہا پاخانہ اکثر باغ میں پہرا کرتے - اور حدیث عثمان میں ہے کہ وہ دفن کئے گئے حش کوکب میں - وہ باغ تہا (یعنی پاخانہ پہرنے کی جگہ) ظاہر مدینہ میں خارج از بقیع جس سے معلوم ہوا کہ جہاں حضرت عثمان دفن ہوئے - وہ ایک جگہ تہی جہاں لوگ قضای حاجت کو جاتے اور پاخانہ پہرا کرتے - اور چونکہ تاریخ کامل سے مذکور ہو چکا کہ معویہ نے اوسکو مقابر مسلمین سے متصل کر دیا لہذا معلوم ہوا کہ اصل میں وہ مقبرہ مسلمین نہ تہا - بلکہ یہود کا مقبرہ تہا -

اس زمانہ میں آپکو ہزاروں سلاطین کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں کہ وہ کیسے کیسے احکام اپنے رعایا پر صادر کرتے ہیں - مگر آپنے کوئی حکم ایسا نہ سنا ہوگا کہ اپنے مردونکو فلاں جگہ دفن کرو - مگر یہ بہی خصوصیات خلفائے اہلسنت سے ہے کہ معویہ نے بزور حکومت مسلمانوں کے مردے مزبلہ میں دفن کرائے - کیوں ؟ صرف اس غرض سے کہ کسیطرح عثمان صاحب کی قبر مقبرہ مسلمین سے ملجائے - پہر اگر روضۂ رسول میں اسیطرح کی زبردستی کی تو آپکو کیوں تعجب ہوتا ہے -

دفن عثمان کا مزبلہ ہونا اور کتابوں سے بہی ثابت ہے چنانچہ تاریخ خمیس میں ہے عن مالک قال لما قتل عثمان القی علی المزبلۃ ثلاثۃ ایام فلما کان فی اللیل اتاہ اثنا عشر رجلا منھم حویطب بن عبد العزی وحکیم بن حزام وعبد اللہ بن الزبیر وجدی فاحتملوہ فلما صاروا بہ الی المقبرۃ لیدفنوہ فاذا ھم بقوم من بنی مازن قالوا واللہ لئن دفنتموہ ھھنا

فتخبرت انسان شد فاحتملوہ وکان علی باب وان راسه علی الباب لیقول
طق طق حتی صاروا به الی حش کوکب فاحتفروا له وکانت عائشة بنت
عثمان معها مصباح فی حق فلما اخرجوہ لیدفنوہ صاحت فقال لها
ابن الزبیر واللہ لئن لم تسکتی لاضربن الذی فیه عیناک فسکتت
فدفنوہ خرجها القلعی کذا فی ریاض النضرۃ صفحہ

یعنی عثمان بعد قتل تین روز تک مزبلہ پر پڑے رہے جب رات ہوئی تو چار آدمی آئے جنمیں
عبداللہ بن زبیر بھی تھے اونہوں نے چاہا کہ مقبرہ (بقیع) میں دفن کریں تو کچھ لوگ بنی مازن سے
آگئے اور کہا کہ اگر یہاں تم نے دفن کیا تو ہم سب کو خبر کر دینگے - پس وہاں سے لوگ اوٹھا لائے -
حالانکہ وہاں انکا سر ایک مکان کے دروازہ پر تھا جو طق طق کر رہا تھا (یعنی لٹکا تھا اور رجو
نکلنے سے ٹھک ٹھک کر رہا تھا یہ اہلسنت کے خلیفہ کا حال ہے خود دیکھو لیکے یا تھو فاعتبروا
یا اولی الابصار) جب اونہوں نے کہا تو حش کوکب میں لیگئے وہیں ایک گڑھا کھود کر
گاڑ دیا - اوسوقت عائشہ دختر عثمان چراغ دکھا رہی تہی چیخ کر رونے لگی - ابن الزبیر نے
جھڑکا اور کہا کہ اگر چپ نہ رہیگی تو تیری بہی گردن اوڑا دینگے پس وہ خاموش ہوئی اور
عثمان دفن ہوئے -

ظہور مشہد امام حسین علیہ السلام آپکو یاد ہوگا کہ ابتدائے تحریر میں مطلب یہ ہے
کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے انکار کیا ہے تو بعض لوگوں نے حضرت کو یہ
رائے دی تہی کہ آپ مکہ معظمہ میں قیام فرمائیں جسکو حضرت نے نہ مانا اور فرمایا کہ جہانتک دور
رہوں خانہ کعبہ سے - وہی مجھے سب سے زیادہ پسند ہے جسکی تصدیق ان حالات سے
بخوبی معلوم ہوئی کہ وہاں کے قیام میں کیا کیا مفاسد تھے - کس کس طرح خانہ کعبہ کی توہین
کی گئی - کسطرح خود خانہ کعبہ جلا - پردہ جلا - حجر اسود پاش پاش ہوا - پھر ان مفاسد
کو کوئی شخص اہل اسلام سے ہو کر کیونکر قبول کر سکتا ہے چہ جائیکہ وہ امام ہو فرزند رسول
ہو - محافظ اسلام ہو

اسی لئے آپ اس نتیجہ پر بہی پہونچ سکتے ہیں کہ چونکہ ان لوگونکے جتنے افعال ہیں اغراض

یعنی کہا واقدی نے کہ بوقت شب شنبہ کو عثمان دفن ہوئے زمین حش کوکب میں اور چھپا
دی گئی قبر اونکی اور کہا گیا ہے کہ پانچ آدمی اونکے دفن میں شریک تھے تین مرد جبیر حکیم بسیار
اور دو عورتیں نائلہ ام البنین جو دونوں زوجۂ عثمان تھیں ۔ بسیار ابو جہم جبیر تو قبر میں اوترے
اور دونوں زوجۂ عثمان اور حکیم قبر میں اوتارتی تھیں پہر غائب کر دی گئی وہ قبر
جس سے معلوم ہوا کہ اصل قبر تو اوسیوقت بعد دفن چھپا دی گئی تھی کہ کسیکو معلوم نہو حضرت
عثمان کہاں دفن ہیں مگر بعد کو معویہ نے ایک فرضی قبر بناکر لوگونکو اوسکے گرد دفن کرنیکا حکم دیا
کہ کسیطرح مسلمانوں کے مقبرہ سے ملجائے ۔ مگر آج بھی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر مذکور بقیع
سے خارج ہے ۔ وہاں دیوار تیری بھی کی گئی ہے ۔ اور صرف اسی طرف کچھ قبریں نظر آتی ہیں
عثمان صاحب کے اوسطرف ایک بھی قبر نہیں ۔
اب آپ ہی غور فرمائے کہ جب ابن الزبیر کی قبر مکہ میں اس بیحرمتی سے بنائی گئی کہ مقبرہ یہود
میں ڈالی گئی ۔ اور حضرت عثمان مزبلہ یہود میں ڈالے گئے ۔ تو جناب امام حسین علیہ السلام
کیونکر اسکو گوارا فرماتے کہ خاص مکہ یا مدینہ میں قیام فرماکر اسطرح کے الحاد کو جاری کرتے ۔
اسی خشیت الٰہی کا خداوند عالم نے یہ نتیجہ دیا کہ آج جناب امام حسین علیہ السلام کا مشہد اسطرح
مشہور و معروف ہو رہا ہے کہ تمام اہل اسلام کا مرجع اور مزار ہے ۔ حالانکہ ہزاروں سلاطین
اہلسنت نے اوسکو نیست و نابود کرنا چاہا ۔ مگر خدا کا نور روز بروز اپنا جلال دکہا رہا ہے اور اس
طرح کی عظمت اوسکی نمایاں ہو رہی ہے کہ بجز روضۂ رسول کوئی اوسکی ہمسری نہیں کرسکتا ۔
افسوس کہ بہ اقتضائے مقام میں تفصیلی مظالم سلاطین اہلسنت کو نہیں لکھ سکتا کہ اس ارض مقدس
پر اونہوں نے کیا کیا ظلم کئے ۔ اگر آپکو شوق ہو تو کتاب مرقع کربلا مصنفہ جناب مولوی اعجاز حسین صاحب
رئیس امروہہ ملاحظہ کریں ۔ مگر متوکل کا حال تو سبکو معلوم ہے جسے اہلسنت نے خلفای راشدین
سے ملحق کیا ہے کہ اوسنے اس مشہد پر کیا ظلم کیا نہر کاٹ کر لایا کہ نشان قبر معدوم ہو جائے ۔ مگر خود
پانی وہاں آکر گرد قبر اقدس چکر کہانے لگا جس سے اوس مقام کا نام حائر قرار پایا ۔ تو اب بجز خدا کون
تہا جو ایسے ظالموں کے شر سے اوس قبر اطہر کو محفوظ رکہتا صدق اللہ واللہ متم
نورہ ولو کرہ المشرکون ۔

(باقی آئندہ)

فیصلہ امامت واقتدا

اقضاکم علیؑ

داگرچہ اس تحریر کو مناسب تو یہ تہا کہ اخبار اہلحدیث میں شایع ہو مگر چونکہ اونکو شیعوں سے قطعی عداوت ہے کوئی تحریر شیعونکی شایع کرنا جائز نہیں سمجھتے چنانچہ دفتر الشمس سے صرف اس مضمون کی تحریر بہیجی گئی تھی کہ اہلسنت کو الشمس مفت ملیگا تاکہ وہ مسئلہ تحریف قرآن پر غور کرسکیں۔ مگر اڈیٹر صاحب نے یہ جواب دیا کہ یہ تحریر خلاف مذہب ہے اسلئے شایع نہیں ہوسکتی لہذا اس مضمون کو میں اصلاح میں شایع کرتا ہوں۔ اگر اڈیٹر صاحب اہلحدیث میں کچھ بھی مادہ حق جوئی اور حق پسندی ہوگا تو اس تحریر کو بجنسہ اپنے اخبار میں شایع کرکے جو چاہیں جواب لکہیں مگر شاید اسپر وہ رضامند نہوں ۔

چونکہ آجکل یہ علمی مقدمہ زورسے چل رہا ہے کہ فاسق کی اقتدا نماز میں جائز ہے یا نہیں اسلئے ضرور ہوا کہ اس حیثیت سے کہ اسلام کی ابتدا اور اسکا نشو ونما ہمارے آبا و طاہرین واجداد طیبین کے بدولت ہوا جو بانی اسلام تھے۔ ایسا فیصلہ کریں جو مطابق قواعد مقررہ اسلام ہو خواہ کوئی مانے یا نہ مانے کیونکہ یہی طریقہ رہا ہے بانی اسلام کا کہ حجت کو تمام کردیں اور حق واضح کریں فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔

مدعی نمبر ا مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں جنہوں نے اپنی کنیت غلط طور پر ابو الوفا رکہی ہے اور ہونکے شرکا حسب ذیل ہیں۔

مدعیان (۲) مولوی عبد اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ احمدیہ آرہ (۳) مولوی محمد غضنفر صاحب فیروز پور (۴) مولوی محمد یوسف صاحب صادقپوری کلکتہ (۵) مولوی عبد التواب صاحب امام اہلحدیث علیگڈھ (۶) مولوی محمد ادریس صاحب

راجکوٹ ۱۰ اپریل (۷) مولوی محمد صاحب ذکہ ضلع پلی بہیت (۸) قاضی عبدالرحمان صاحب بڈہی مالی فیروزپور ۷ اپریل (۹) مولوی محمد جمال صاحب امرتسری (۱۰) مولوی محمد ابوالقاسم صاحب بنارس ۸ مئی (۱۱) مولوی محمد حفیظ صاحب مدرس اعلی مدرسۃ العلوم ندوۃ العلما (۱۲) مولوی مولا بخش خان صاحب بہاری ۱۵ مئی (۱۳) قاضی عبدالرحیم صاحب کرنول مدراس (۱۴) مولوی عبداللہ کرنول مدراس وغیرہ وغیرہ

مدعا علیہم (۱) مولوی عبدالعزیز صاحب ساکن قلعہ میاں سنگھ گوجرانوالہ ۱۰ اپریل (۲) مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی بہت مفصل تحریر ہے اور مدلل ۲۲ اپریل (۳) مولوی ابو عبید احمد صاحب امرتسری بذیل تائید ۳۱ (۴) انزیل (خطاب منجاب اہلحدیث) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ و سرآمد علمائے اہلحدیث (مخالف کلی) (۵) حکیم ابو داود محمد عبد الصمد صاحب ببرکہالی ضلع لاہور ۲۲

مذبذبین (۱) حافظ عبدالمنان صاحب ۲۷ مارچ (۲) مولوی عبدالجبار صاحب ۳ اپریل (۳) مولوی غلام مصطفی صاحب امرتسری ۱۰ اپریل (۴) مولوی گل محمد صاحب بدانوالہ ضلع فیروزپور (بہ اضافہ قید اضطرار)

مولوی ثناء اللہ صاحب مدعی نمبر

تاریخ ظہور دعوی ۱۳ مارچ ہے (بعد ذکر مرزا قادیانی کہ پہلے وہ اپنے مخالف کے پیچھے نماز درست کہتے تھے اور اب نادرست کہتے ہیں لکھتے ہیں۔

"میں مدت سے اس اختلاف کو سن سن کر دل ہی دل میں کڑھتا اور سوچتا تھا کہ الہی مسلمانوں کو کیا ہو گیا کہ عبادت الہی میں بھی شرکت جائز نہیں جانتے تو اور کسی کام میں انکی شرکت کیونکر ممکن ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے سوال بھیجا کہ رافضی - خارجی - نیچری مرزائی وغیرہ فرقوں کا امام کھڑا ہو تو اسکے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں - میں نے بعد غور وفکر اپنی دیانت کے مطابق (گو واقع میں غلط ہو) جواب دیا کہ درست ہے اسپر بعض حاسدوں کو اور بعض سطحی لوگوں کو شور مچانے کا موقع ملا" ۱۳ مارچ

اصل دعوی: "میں ناظرین کو بغور سنیں کہ بعض امور نماز کے ارکان ہوتے ہیں

یعنی اسکی ماہیت میں داخل ہیں انکے سوا نماز کا وجود شرعی نہیں ہو سکتا انکی تفصیل تو یہ ہے
نیت۔ تحریمہ۔ قیام۔ قرأت۔ رکوع۔ سجدہ۔ قعدہ وغیرہ

قرآن و احادیث اور بزرگان دین کے اقوال صحیحہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مقتدی کا تعلق اون ارکان اور افعال میں تو ہے جنکو نماز کے وجود میں تعلق ہے لیکن اون امور میں امام اور مقتدی کا تعلق و ربط نہیں جو قبولیت کے لیے موقوف علیہا یا شرط ہیں سو ہو سکتا ہے کہ امام اور مقتدی دونوں ملکر نماز پڑہیں دونوں اپنے اپنے ارکان ادا کریں مگر امام میں ایک ایسی بات ہے جو مانع قبولیت ہے بد اعتقادی یا کوئی اور امر جسکا ذکر حدیثوں میں آیا ہے جنکی مثالیں میں آگے چلکر بیان کرونگا اسوجہ سے امام کی نماز تو قبول نہو مگر مقتدی کی نماز میں خلل نہ آئے ۔۔

بعض لوگونکو وہم ہوتا ہے کہ چونکہ مرزائی وغیرہ فرقوں کے اعتقادات اس حد تک پہونچ چکے ہیں کہ انکو کفر لازم آتا ہے۔ بلکہ علما نے انپر کفر کا فتوی بہی دیا ہے اسلئے انکی تو اپنی نماز جائز نہیں پہر انکے پیچھے ہماری نماز کیونکر ہو گی ؟ در اصل یہی ایک سوال ہے جس نے مسلمانونکو اس حد تک پہونچایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتہ ملکر خدا کے حضور میں کھڑے نہیں ہو سکتے اسیطرح بعض لوگ میرے اس فتوی سے یہ سمجھتے ہیں کہ مرزائیوں کے پیچھے جب نماز جائز ہوگی تو انکے فتوی کفر میں تخفیف آجائیگی پہر وہ حیرانی سے مجھے اور میری تحریر دونکو دیکھتے ہیں کہ ایک ایسا شخص جو مرزا اور مرزائیوں کا ایسا مخالف ہے کہ مرزا کے ساتہ اسکی جانبازی دبازی لگی ہوئی ہے وہ بہی انکے ساتہ ملکر نماز پڑہنے کا فتوی دیتا ہے اینچہ بو العجبی است۔ اس لئے میں انکی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جواز اقتدا سے نہ میں انکے اعتقادات کا مصحح ہوں نہ انکے فتوی میں تخفیف ہوتی ہے ۔۔

تشریح

یہ پوری عبارت مولوی ثناء اللہ صاحب کی ہے۔ جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کافر کے پیچھے بہی اقتدا جائز ہے کیونکہ خود مرزا صاحب کے کفر اور فتوی کفر کو بہی تسلیم کرتے ہیں اور پہر بہی انکی اقتدا کا فتوی دیتے ہیں اور یہی لکھتے ہیں کہ اس سے انکے اور فتوی کفر میں کچھ بہی تخفیف نہیں ہو

چنانچہ پھر اسکی تشریح کرتے ہیں "۔ اپنا مافی الضمیر پھر عرض کئے دیتا ہوں کہ میں ارکان صلوۃ میں امام اور مقتدی کا رابطہ مانتا ہوں، مگر قبولیت و عدم قبولیت میں ان دونوں کا کوئی تعلق نہیں سمجھتا۔۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا قائل ہونا اس بات کے لیے کہ وہ **کافرونکی** اقتدا کو بھی جائز جانتے ہیں ایسا واضح ہے کہ مولوی ابو الحسن غلام مصطفی صاحب حنفی امرتسری کی تحریر میں خود شایع کرتے ہیں۔

"ذرا سوچیے کہ آپکا دعوی ہے کہ **کافروں کے پیچھے نماز جائز** ہے اور دلیل میں گنہگار مسلمانوں کی امامت پیش کرتے ہیں فاین ھذا من ذالک مورخہ ۱۳ اپریل اسکے جواب میں خود مولوی صاحب ممدوح کہتے ہیں "جس میں آجکل کے **مکفرین** کو یعنی جن لوگوں پر علما نے کسیوجہ سے کفر کا **فتوی** دے رکھا ہے انکو بھی اسی مد میں شمار کرتا ہوں جن کا حکم صاحب ہدایہ وغیرہ نے تقدم کیحالت میں جائز بتلایا ہے **مجھے** انکے کفر اور اسلام سے اس جگہ بحث نہیں۔ میں مانتا ہوں کہ علما نے انپر فتوی کا دیا ہے لیکن مولانا **کافر** اور مکفر میں آخر کچھ فرق بھی تو ہے ؟ وہ کیا ہے **یہی کہ کافر واقعی اسلامی تعلیم** سے منکر ہوتا ہے اور مکفر **اسلامی تعلیم** سے خود انکار نہیں کرتا بلکہ انکا اوسکو لازم آتا ہے یا الزام کیا جاتا ہے پس **آجکل کے فرقہائے مکفرہ** کیسے ہی بداعتقاد ہیں مگر جب نماز پڑھینگے تو اوسکو فرض جانکر ہی پڑھینگے پس اتنے کام میں ہماری شرکت ہو سکتی ہے" مورخہ ۱۰ اپریل۔

اس تحریر سے بوضاحت تمام ظاہر ہوا کہ ایسے کافرونکی اقتدا جائز ہے جنکے کفر پر علما کا فتوی ہے۔ مگر تعجب ہے کہ پھر اس سے یعنی مرزا کی اقتدا سے انکار کرتے ہیں چنانچہ مورخہ ۱۷ اپریل میں لکھتے ہیں

"(۲) میں نے **مرزا قادیانی** کے پیچھے جواز اقتدا کا فتوی نہیں دیا ہے اور نہ دیتا ہوں اسلئے کہ میرے وجدان میں وہ خدا کو بھی نہیں مانتا (واللہ حسیبہ) تو نماز کو فرض کیا جانتا ہوگا بلکہ جو کچھ اسلامی احکام کی تعمیل وہ ظاہر کرتا ہے **محض ابلہ فریبی** سے کرتا ہے ورنہ

دراصل وہ دہریہ ہے کیونکہ جس قسم کے الہامات اور واردات واہیات مکر کے خدا کی طرف وہ نسبت کرتا ہے انکی کیفیت یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کو نہ مانتا ہو مگر وہ معشر دہیا کہتا ہو وہ بہی اس قسم کی باتونکو ظاہر نہ کریگا (اسکی مثال اور اسپر بحث کرنیکا یہ موقع نہیں) پس جناب کو اس میں دہوکہ ہوا ہے کہ مرزا کو بربار پیش کرتے ہیں میں نے مرزا کی اقتدا نہیں مرزائیوں کی لکہی تہی جو غلط فہمی یا ہٹ دہرمی سے مرزا کے ساتھ ہیں مگر احکام قرآن کے تسلیم کے مدعی ہیں ہاں اگر کسی دلیل یا قرینہ سے مرزا کی نسبت مجھے یہ باور ہو جائیگا کہ وہ اسلام کا دل سے معترف ہے اور خدا کو مانتا ہے تو میں اسکو بہی اسی حکم میں کہونگا جسکی وجہ نمبر دوم میں ملیگی

(۲) میرے نزدیک امامت کیلئے اسلام شرط ہے جب ہی تو میں نے یہ قید لگائی تہی کہ نیت اور ادا ارکان کی رکہتا ہو شاید آپنے اس قید کو بغور ملاحظہ نہیں فرمایا۔ ہاں اسلام دو قسم کا ہے ایک ادعائی اور ایک حقیقی۔ حقیقی تو یہ کہ خدا کے نزدیک بہی اسپر آثار قبولیت نجات و عدہ مرتب ہوں۔ ادعائی اسلام یہ ہے کہ وہ شخص اسلام کا مدعی ہو احکام مندرجہ قرآن مجید کو واجب العمل جانتا ہو مگر اپنی غلط فہمی یا بد صحبت یا ہوائے نفس سے بعضے مسائل اور اعتقادات میں یہانتک بڑہگیا ہو کہ بعض وجوہ سے اسپر کفر کا فتوی لگایا جاسکتا ہو مگر وہ خود کفر اور شرک کا ملتزم نہو بلکہ اپنے خیالات اور مقالات پر قرآن شریف ہی سے استدلال لاتا ہو۔ مگر تاویل غلط کرتا ہو۔ لیکن جو کچھ کہتا ہو خدا کی مراد اسکو سمجھ کر کہتا ہو تو ایسے شخص میں بہی ادعائی اسلام موجود ہے پس میرے اور اونکے مسالک میں یہی بین فرق ہے کہ آپ امامت کے لئے حقیقی اسلام کی شرط لگاتے ہیں۔ میں ادعائی اسلام کو بہی کافی جانتا ہوں۔ موجودہ پرچہ کی

(اس تحریر سے کسقدر حیرت ہوتی ہے کہ آپ کیسا کیسا جلد رنگ بدلتے ہیں کہاں تو وہ فتوی تہا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑہو اور اب یہ فتوی ہو رہا ہے کہ مرزا جی کے پیچھے فتوی دیا ہے خود مرزا کے نسبت۔ بہلا اسکو کون سمجھ سکتا ہے کہ اہلسنت کے پیچھے نماز جائز ہے مگر حضرت ابوبکر کے پیچھے نہیں جائز ہے۔ معتزلہ کے پیچھے جائز ہے مگر

واصل بن عطا کے پیچھے نہیں جائز ہے۔

آپ جب خود بتصریح تمام لکھتے ہیں کہ "میں ادعائی اسلام کو بھی کافی جانتا ہوں"
تو کیا آپ ایسا کہہ سکتے ہیں کہ مرزا مدعی اسلام نہیں ہے۔
اگر آپ اپنے وجدان سے حکم لگاتے ہیں تو صریح مخالفت قرآن لازم آتی ہے ولا تقولوا
لمن القی الیکم السلام لست مومنا

اور اگر اس سے انکار کیجئے کہ وہ مدعی اسلام ہے تو خود آپکا قول آپکا مکذب ہے
"بلکہ جو کچھ اسلامی احکام کی تعمیل ظاہر کرتا ہے محض ابلہ فریبی ہے" جس سے صاف ظاہر ہے
کہ آپ اسکو ظاہراً احکام اسلام کا پابند جانتے ہیں۔

ادعائی اسلام کی بھی آپ خود ہی تشریح کرتے ہیں "ادعائی اسلام یہ ہے کہ وہ شخص
اسلام کا مدعی ہو احکام مندرجہ قرآن مجید کو واجب العمل جانتا ہو مگر اپنی غلط فہمی یا بد صحبت
یا ہوائے نفس سے بعض مسائل اور اعتقادات میں۔ یہانتک بڑھ گیا ہو کہ بعض
وجوہ سے اسپر کفر کا فتوی لگایا جاسکتا ہو۔ مگر وہ شرک کا ملزم نہو بلکہ اپنے خیالات اور
مقالات پر قرآن شریف سے استدلال لاتا ہو گو تاویل غلط کرتا ہو۔ لیکن جو کچھ کہتا ہو
خدائی مراد اسکو سمجھ کر کہتا ہو تو ایسے شخص میں بھی ادعائی اسلام موجود ہے"
تو کیا کوئی کہسکتا ہے مرزا بذات خاص اس تعریف سے خارج ہے جو آپ انکو خارج
کرتے ہیں۔ لیجئے اب اسکا ثبوت کہ آپنے خود مرزا صاحب کی اقتدا کا بھی فتوی دیا ہے
موجزہ ۲۰ مارچ میں آپ لکھتے ہیں "بیہودہ میرانی سے تمہے اور میری تحریروں کو دیکھتے ہیں
کہ ایک ایسا شخص جو مرزا اور مرزائیوں کا ایسا مخالف ہے کہ مرزا کے ساتھ اسکی
جانبازی روباری لگی ہوئی ہے وہ بھی انکے ساتھ ملکر نماز پڑھنے کا فتوی دیتا ہے"
دیکھئے کس صراحت سے آپنے مرزا اور مرزائیوں کے ساتھ ملکر نماز پڑھنے کا فتوی نقل کیا ہے
اور اسکے جواب میں لکھا ہے "کہ جواز اقتدا سے نہ میں انکے اعتقادات کا صحیح ہوں۔
نہ انکے فتوی میں تخفیف آتی ہے"

آخر انکے اسکا منشاء ایسے کون ہے کیا مرزا اور مرزائی دونوں نہیں ہیں فاعتبروا یا

یا اولی الابصار۔

مولوی صاحب نے جو یہاں مرزا صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کیا ہے۔ اوسکی وجہ غالباً یہ ہو کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی تحریر مندرجہ اہلحدیث مورخہ ۸ مئی میں رقمطراز ہیں۔

یہ مضمون درحقیقت تو کرشن ثانی مسیلمہ زمانی مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ ما یستحقہ) کی تائید اور اسکو لائق امامت بنا کر اس کے اسلام و ایمان کی تصدیق کے لیے لکھا گیا ہے مگر راقم مذکور نے اپنے دام افتادہ احمقوں میں سے کوئی نہ کوئی عقل کا اندھا گانٹھ کا پورا۔ انکو سیدھا کرنے کے لئے شروع مضمون میں مرزا کو نہیں اپنا مخالف مخاطب بنا کر اس الزام کا مورد ٹھہرایا ہے کہ اوس نے بھی اپنے پیروؤں کو یہی فتوی دیدیا ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، تاکہ احمق اور بے علم اہلحدیث اور موید اکے شائقین اسکے اخبار کے ناظرین یہ سمجھیں کہ یہ مضمون مرزا کے مقابلہ میں لکھا گیا ہے اور اسوجہ سے اسکے اخبار کے خریدار و نکی تعداد بڑہا دیں اور روپیہ ادہر فلوس برسادیں اور ایڈیٹر کا کیسہ بہر دیں جو اپنے ہر ایک کارنامہ میں مصرعہ این از بہر آنست کہ زر میطلبی۔ کا مصداق بن رہا ہے مگر دانا اہلحدیث بھی (بے علم ہی کیوں نہ ہوں) تمام مضمون کو پڑھکر یا سنکر سمجھ جائینگے اور یہ کہ اوٹھینگے ؎

بہر رنگیکہ آئی می شناسم   بہر رنگیکہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدت را می شناسم

اور صاف کہینگے کہ جب اس مضمون میں مرزا وغیرہ ملحدین کے پیچھے نماز پڑہنے کو جائز کیا گیا ہے تو پہر یہ الزام حقیقۃً اور در پردہ مرزا کے حق میں ایک انعام ہے اور اسکا مطلب اور دوسرا پیرایہ و عنوان یہ ہے

مرزا صاحب میں تو آپکی امامت کو صحیح و جائز بنا کر آپ کو مسلمانوں میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اپنے پیروؤں کو اقتدا مسلمانوں سے منع کر کے مسلمانوں سے علیحدہ کیوں

؎ حاشیہ اڈیٹر صاحب اس جھوٹ کا وہی جواب ہے جو قرآن میں ہے ... میں لکھا ہوں ... ردیدیگی

ہوتے ہیں۔ آپ ذرا صبر و تحمل کو کام میں لاویں اور میری حکمت عملی اور گہری پالیسی کو باریک نگاہ سے دیکھتے رہیں میں کس حکمت سے مسلمانوں کو آپ کے ساتھ ملا دیتا ہوں"

یہ عبارت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی جو آپکے اوستاد اور امام ہیں صاف بتا رہی ہے کہ اس مسئلہ کی چھیڑ چھاڑ کس غرض سے کی گئی ہے۔ مگر تعجب ہے جب مولوی صاحب بٹالوی نے یہ لکھا کہ اس غرض سے یہ تحریر لکھی گئی ہے کہ مرزا کو مسلمانوں کی جماعت میں داخل کر دیں۔ تو آپنے اسکو جھوٹ کس بنا پر قرار دیا اور آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کو کیوں یاد دلایا۔ اب دیکھئے یہ لعنت کدہر جاتی ہے کیونکہ آپنے بتصریح صریح ثابت کر دیا کہ اب صرف مرزائیوں کی امامت کے نہیں قائل ہیں بلکہ مرزا کو بھی اسی حکم میں بتصریح داخل کر رہے ہیں۔

میں مولوی محمد حسین صاحب کی تکذیب تو نہیں کر سکتا۔ اہل البیت ابصر بما فی البیت اڈیٹر صاحب کے ذاتی حالات سے وہ زیادہ واقف ہونگے۔ مگر میرا قیاس یہ ہے کہ چونکہ اخبار الفقہ میں چند مضمون نہایت مدلل اور مفصل اسکے بابت شایع ہوئے ہیں کہ وہابیوں کی اقتدا نہ کرنی چاہیئے وہ کافر ہیں منافق ہیں اسلئے اڈیٹر اہلحدیث نے یہ بحث چھیڑی کہ جب کافروں تک کی اقتدا مذہب اہلسنت میں جائز ہے تو وہابی کیا اونسے بھی گئے گذرے ہیں۔ اور مولوی محمد حسین صاحب نے اس وجہ کو نہ بیان کیا کیونکہ علت مشترک ہے بہرحال اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے جو اپنے وجدان سے مرزا صاحب پر بہت کچھ الزام لگائے ہیں اوسکا جواب خود ہی دیتے ہیں چنانچہ پہلے مولوی ابو داؤد محمد عبداللہ صاحب کی عبارت حسب ذیل لکھتے ہیں "ابھی عاکفین تماثیل قادیانی سے تو یہی سننے میں آیا ہے کہ تشہد میں اشہدان مرزا رسول اللہ کہتے ہوں دریں حالت کون مسلمان انکا مقتدی ہونا گوارا کر سکتا ہے" مورخہ ۲۲ مئی

اسکے جواب میں خود اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کیا یہی شبہ شیعوں پر نہیں ہو سکتا کہ بعد درود کے دعا میں اصحاب ثلاثہ پر لعنت کرتے ہوں۔ مولانا ایسے امور اولی الارکان نہیں داخل نہیں اور اگر ہیں بھی تو ہم اپنے علم کے مکلف ہیں نہ کہ عدم علم کے کیا سمجھا کہ

جاہل ملا نمازیوں کی بےخبری میں بے وضو نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز میں خلل آئیگا
تو بس یہاں بھی وہی جواب ہے ایسے سوالات کی بنا توہمات ہے "
تو اب آپ ہی فرمائیے وجدانیات سے کیا کیا کام چل سکتا ہے کیسیکے دل کا حال
کوئی کیا جانتا ہے ظاہری افعال پر مدار ہے - اڈیٹر صاحب یہاں تو جناب مولوی محمد حسین
صاحب بٹالوی بہت ناراض ہوئے مگر پھر ۲۲ مئی میں رنگ بدل دیا لکھتے ہیں -
واضح رہے کہ حقیقی اسلام جسکی اقتدا کی صورت میں - میں عدم ضرورت کا قائل ہوں وہ
نہیں جو نفاق کے مقابلہ میں ہے اور ادعائی اسلام وہ نہیں جو منافقوں میں ہوتا ہے
مبادا آپ اعتراض کریں کہ ہمارے کہنے پر منافق کے پیچھے بھی اقتدا درست ہے - ہرگز نہیں
بلکہ مراد حقیقی اسلام سے جیسا کہ میں پہلے بھی کئی ایک دفعہ ظاہر کر چکا ہوں یہ ہے کہ حسب
تعلیم کتاب وسنت اعتقادات صحیح ہوں اور ادعائی اسلام سے مراد یہ ہے کہ دل کر
تو اسلام کو صحیح جانتا ہے مگر بوجہ تاویل یا غلط فہمی کے بعض اعتقادات ایسے
رکھتا ہو کہ ان پر کفر لازم آتا ہے بگروہ خود کفر کو مستلزم نہیں ہے - پس مرزائی ہوں یا نیچری
شیعہ ہوں یا خارجی اگر وہ نماز کو خالص رضاء الہی کے حاصل کرنیکے لئے پڑھیں گے تو اونکی
نماز کا وجود شرعی ہو جائیگا پھر اگر ان کی بداعتقادی کی وجہ سے درجۂ قبولیت کو نہ
پہونچے گی تو اسکا اثر مقتدی تک نہ پہونچیگا یہی موضوع ہماری بحث کا ہے "
اس تحریر نے صاف کر دیا کہ پھر آپ مرزا اور مرزائی کی اقتدا کو جائز سمجھتے ہیں اور کسیطرح
اونمیں اور اہلسنت یا اہلحدیث میں فرق نہیں سمجھتے -
مگر یہاں آپنے تیسری شاخ نکالی کہ منافق کو مدعی اسلام سے علیحدہ کیا پہلے تو خود مرزا
کو مستثنی کیا تھا - اور اب منافق کو بھی علیحدہ کرتے ہیں - مگر یہ نہ معلوم ہوا اسکی کیا وجہ ہے
کیونکہ اولاً نفاق تو ایسی چیز ہے جسکا علم ہونا دشوار اور جب صدر اول میں اسکا علم
نہو سکتا تھا تو اب کیونکر ہوگا اور بعد علم آخر اونکے اخراج پر کیا دلیل ہے کیا وہ مدعی اسلام
نہیں ہیں -
خلاصہ اس تحریر کا یہ ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے یہاں صرف کلمۂ شہادتین کا زبان

پر جاری کرنا خواہ وہ اسے معتقد ہو یا نہو - کافی ہے اس امر کیلئے کہ اوسکے پیچھے نماز پڑھ لی جائے پڑھنے والے کی نماز صحیح ہوگی اگرچہ امام کی نماز فاسد ہو۔

تو اس تقریر سے حضرت ابوبکرؓ کی وہ فضیلت جو حدیث موضوع امامت نماز سے ثابت کی جاتی ہے سب ہوا ہو گئی کیونکہ جب امام کو ایمان کی ضرورت نہیں تو اونکا ایمان کہاں ثابت ہوا اور جب اس سے ایمان نہ ثابت ہوا تو خلافت کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ وہ تو فرع ایمان ہے۔

دوسرا امر جو اس تحریر سے ثابت ہوا وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی عدم قبولیت نماز کا ذکر حدیثوں میں ہے اونکے ساتھ بھی اقتدا انکے نزدیک جائز ہے چنانچہ اوسکی تفصیل یوں لکھتے ہیں

(۱) بموجب حدیث شریف بدعتی کی نماز قبول نہیں۔

(۲) مسلمان جو آپس میں لڑتے ہوں انکی نماز قبول نہیں ہوتی۔

(۳) جس شخص کی امامت پر مقتدی بوجہ شرعی ناراض ہوں اسکی نماز قبول نہیں ہوتی

(۴) جسکا لباس باوجود پاک صاف ہونے کے حرام کمائی سے ہو اس کی نماز بھی قبول نہیں

(۵) غلام جو مالک سے بھاگا ہو اوسکی نماز قبول نہیں ہوتی

(۶) ماں باپ کے بے فرمان کی نماز قبول نہیں ہوتی

غرض اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سی افراد ایسی ہیں کہ انکی نمازیں باوجود صحیح ہونے کے قبول نہیں ہوتیں مگر انکے پیچھے پڑھنے والے کی ہوجاتی ہیں موجب ایسے یہ مذہب اہلحدیث ہے اور یہ اونکا عقیدہ کہ حدیثوں میں تو یہ ہے کہ اونکی نماز قبول نہیں صحیح نہیں مگر اہلحدیث کے نزدیک اونکی اقتدا جائز ہے۔

پھر بتائیے یہ مذہب کونسا ہوگا کہ دعوی کریں عمل بالحدیث کا اور عمل ہو اوسکے سراسر خلاف کہ حضرت تو فرمائیں اس شخص کی نماز صحیح نہیں مگر اہلحدیث کی یہ زبردستی ہے کہ چلو اونکے پیچھے نماز پڑھ لو قبول نہو تو ہماری بلا سے - اگر دنیا میں کوئی بھی ایماندار ہوگا تو وہ سمجھے گا کہ یہ کس قسم کی مخالفت رسول ہے اور اسپر دعوائے عمل بالحدیث ؟

دلائل اس دعوی پر مولوی صاحب نے جو دلیلیں پیش کی ہیں وہ حسب ذیل ہیں

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب تجویز کیا ہے جسکا نام باب المفتون و المبتدع - اس میں وہ حضرت حسن بصری کا قول لائے ہیں کہ صل وعلیہ بدعتہ یعنی بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لیا کر اسکی بدعت اوسکی گردن پر ہے تمہیں تو نہیں لگ جائیگی -

امیر المومنین حضرت عثمان رض سے محاصرہ کی حالت میں پوچھا گیا کہ باغی لوگ نماز پڑھاتے ہیں اور ہم انکے پیچھے نماز پڑھنے میں حرج سمجھتے ہیں - امیر المؤمنین نے فرمایا الصلوٰۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤا فاجتنب اساءتھم یعنی نماز سب لوگونکے سب کاموں سے اچھا کام ہے پس جب وہ اچھا کام کریں تو انکے ساتھ رہنا اور جب کوئی بُرا کام کریں تو اونکی برائی سے دور رہو - حضرت حسن بصری اور امیر المومنین حضرت عثمان کے ان قول سے ہمارے دعوے کی دو طرح تائید ہوتی ہے ایک ایک تو سمجھا یہ کہ بدعتی اور باغی کے پیچھے نماز جائز ہے - الانکہ انکی اپنی نماز قبول نہیں دویم یہ کہ مقتدی انکے پیچھے نماز پڑھنے سے بوجہ شرعی کراہیت کرتے تھے اسلئے یہی بوجب صورت دوم انکی نماز قبول نہوگی تاہم حضرت نے انکی اقتدا کا حکم فرمایا ۱۲ ریاض

بس یہی ایک دلیل ہے کہ امام بخاری نے ایک باب اسکے لئے تجویز کیا ہے جسمیں حضرت عثمان اور حسن بصری کا قول لائے ہیں نہ کوئی رسول اللہ کی حدیث صحیح ہے نہ قرآن کی آیت جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اہلحدیث کا مذہب اصل میں اہل بخاری ہے - اہل حدیث کیونکہ حدیث تو قول رسول کو کہتے ہیں وہ ایک بھی نہیں مزہ یہ ہے کہ بہ اتفاق اہلحدیث ثابت ہے کہ قول صحابی حجت شرعی نہیں تو پھر صرف قول عثمان سے جو صحابی ہیں اور حسن بصری سے جو تابعی ہیں کیونکر یہ مسئلہ معرکۃ آرا طے کردیا جاسکتا ہے -

ہاں ایک تیسری دلیل کی طرف بھی اڈیٹر صاحب نے اشارہ کیا ہے اگرچہ اوسکو دلیل نہیں بنایا - مگر وہ بھی قابل قدر ہے لکھتے ہیں دو اس موقع پر مجھے حافظ ابن حزم کا کلام بھی یاد آیا جو انہوں نے مسئلہ امامت کے متعلق عام قاعدہ کے طور پر فرمایا ہے - حافظ ممدوح ملل و النحل میں یہ لکھکر کہ تمام صحابہ تمام تابعین اور ہر تمام فقہا فاسق فاجر کے پیچھے

نماز پڑھنے کے قائل تھے فرماتے ہیں۔

فما تأخر احد من الصحابة الذين ادركوا المختار بن عبيد والحجاج وعبيد الله بن زياد وحبيش بن دلجه وغيرهم عن الصلوة خلفهم وهولاء افسق الفساق واما المختار فكان متهما في دينه ومظنونا بالكفر جلد ۴ ص ۱۸۶

کہ صحابہ میں جس جس نے مختار بن عبید حجاج۔ ابن زیاد (قاتل امام حسین) اور حبیش بن دلجہ وغیرہ کو پایا تھا وہ انکے پیچھے نماز پڑھنے سے نہ رکے تھے۔ حالانکہ یہ لوگ تمام دنیا کے فاسقوں سے بدترین فاسق تھے اور مختار پر تو کفر کا بھی اتہام تھا۔

قال تعالى اجيبوا داعي الله فوجب بذلك ضرورة ان كل داع دعا الى خير من صلوة او حج او جهاد او تعاون على بر وتقوى فرض اجابته وعمل ذلك الخير معه بقوله تعالى تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان وان كل داع الى شر فلا يجوز اجابته بل فرض دفاعه ص ۱۸۶

یہ کہکر عام قاعدہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالی فرماتا ہے ۔ اسکی طرف سے پکارنے والے کی بات ماننی بس ضرور ہے کہ جو کوئی کسی نیک کام کی طرف بلائے نماز ہو یا حج۔ جہاد ہو یا کوئی اور نیک کام تو اسکی پیروی کرنی فرض ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور جو کوئی برے کام کی طرف بلاوے اوسکی پیروی نہ چاہئے بلکہ اوسکا روکنا فرض ہے۔

حافظ ممدوح کے اس عام قاعدہ کو دیکھئے جو انہوں نے مسئلہ اقتدا میں لکھا ہے اس عام قاعدے کا مفاد صاف ہے کہ نماز چونکہ ایک نیک کام ہے جو کوئی امامت کرے اسکے ساتھ پڑھ لینی چاہئے اس کے باقی افعال کو ہرگز نہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیا نہیں کرتا یہ عام قاعدہ ہمارے دعوی کا بہت بڑا مؤید ہے صفحہ ۴ مورخہ ۱۳ مارچ۔

حافظ ابن حزم کے قول میں اجیبوا داعی اللہ سے استدلال کیا گیا ہے جسکو کسی قسم

کی خصوصیت نماز سے نہیں نہ وہ کسیطرح اس مادہ میں آسکتا ہے کیونکہ نہ یہاں دعوی ہے
نہ داعی وہ اپنا فریضہ ادا کر رہا ہے۔ نہ حکم تعاونوا علی البر والتقوی میں آسکتا ہے
کیونکہ معاونت کا حکم اوسی موقع پر ہے جسمیں معاونت کی ضرورت ہے مثل جہاد وغیرہ کے
و الا لازم آتا ہے کہ اگر کوئی حج کو جائے تو اوسکے ساتھ ہمکو بھی حج کو جانا واجب ہو اگرچہ
استطاعت نہو ولا یقول بہ احد۔

دوسری دلیل اسمیں وہی عمل صحابہ ہے کہ فاسقین کی اقتدا کرتے تھے اگرچہ وہ کافر
ہی کیوں نہو جیساکہ مختار (متہم بہ کفر تھے اعیاذاً باللہ) مگر صحابہ اونکی اقتدا کرتے تھے
بس دلائل انکے ختم ہوئے جسکی تفصیل آیندہ بھی کی جائیگی اسکے سوا اور کوئی
دلیل نہیں ہے حالانکہ یہ بھی دلیل نہیں کیونکہ جب قول صحابی حجت شرعی نہیں ہے
تو اونکا فعل کب اس قابل ہے۔

مخالفین کے دلائل جسقدر اہلحدیث میں شایع ہوئے اونمیں اگر کوئی دلیل قابل
وزن ہے تو صرف مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کی تحریر ہے مندرجہ ۲۴ اپریل
و یکم مئی اہلحدیث جسمیں اقوال فقہائے حنفیہ و اقوال علمائے شافعیہ و اقوال حنابلہ
سے اسکے خلاف ثابت کیا ہے جو بظاہر اگرچہ قوی ہے مگر مولوی ثناء اللہ نے اسطرح رد کردیا۔
اس مضمون کو دیکھکر کون باور کرسکتا ہے کہ کسی اہل حدیث عالم اور محدث کا لکھا
ہوا ہے اشد الشدا اہلحدیث کے اصول کہ ۵ الخ نہ قال ہے و نہ قال الرسول ہفضل بود
فضل مخواں اے فضول ملحوظ رکھکر کون کہ سکتا ہے کہ مضمون مذکورہ اہلحدیث کے
ایک امام کا لکھا ہوگا۔ مجمل جواب اسکا یہ ہے کہ مولانا ان سب علما کو اب ایک قطار میں
کھڑا کردیں تو میں انسب سے پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ آپلوگوں نے جو یہ حکم لگایا ہے اسکی
دلیل قرآن و حدیث سے کیا ہے۔ ۲۲ ربیع الاول

جس سے اسقدر تو یقینی معلوم ہوا کہ اسمیں بھی نہ کوئی آیت ہے نہ حدیث بلکہ صرف علما کے
اقوال ہیں اور استدلال مولوی ثناء اللہ میں بھی نہ کوئی آیہ قرآنی ہے نہ حدیث بلکہ صرف
عثمان صحابی کا قول ہے یا حسن بصری تابعی کا یا چند صحابہ کا عمل تو فریقین سے کسی کے

کے پاس کوئی دلیل نہیں ٹھہری ۔

فرق ہے تو اسقدر کہ یہاں ایک صحابی وتابعی کا قول ہے ۔ جو حجت نہیں ۔ اور وہاں قول علما ہے جسکے معارض صدہا اقوال ہیں ۔

تجویز

فریقین کے دلائل دیکھکر وہ شخص تو رد پڑیگا جو مسلمان ہوگا اور اسلام کا طرفدار کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے حاکم حقیقی خداوند عالم ہے اور اوسکے احکام کے مفسر اور مبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ مگر دیکھئے تو یہاں نہ قول خدا لایا گیا ہے نہ قول رسول بلکہ صرف ایک حضرت عثمان صحابی کا قول جو خلیفہ بھی بنائے گئے تھے مگر بعد اسکے باجماع صحابہ وتابعی واجب القتل قرار پائے ۔ پھر بتائیے یہ مذہب دنیادار ونکا ہے یا دیندار ونکا ہائے اب بھی اسلام لیٹرا مذہب بنایا جاتا ہے کہ جس دیوانہ ۔ مجنون ۔ شرابی ۔ بھنگ کش کو دیکھو اگرچہ وہ افسق الفاسقین ہو اور اکفر الکافرین سکے پیچھے نماز پڑھ لو ۔ نہ معلوم یہ کیسی نماز ہوگی اور کیسی عبادت اور یہ مذہب کس لقب کا مستحق ہوگا میں یہاں صرف ہدایت عوام کے لئے تین قسم کے دلائل پیش کرتا ہوں ۔ ایک قرآن دوسرے حدیث رسول اللہ ۔ تیسرے خود صحابہ کا طرز عمل

مگر واضح رہے کہ قسم ثالث یعنی عمل یا قول صحابہ باتفاق فریقین حجت نہیں لہذا اسکی ضرورت نہ تھی ۔ لیکن محض اس غرض سے کہ حضرات اہلسنت کو عمل صحابہ زیادہ مرغوب ہے تبرعاً اوسکا بھی ذکر کرونگا اور بعدہ دلائل مخالفین پر پھر ایک نظر اجمالی ڈالونگا ۔

قسم اول آیات قرانی

بطلان امامت ظالمین میں ایسی صریح اور واضح ہیں کہ ادنی تدبر کے بعد شبہ بھی نہیں رہتا کہ فاسقین وظالمین کی اقتدا کسیطرح جائز نہیں ۔ مگر چونکہ خدا نے عزوان لوگونکی توصیف بیان کی ہے افلایتدبرون القران ام علی قلوب اقفالہا کہ کیا نہیں تدبر کرتے ہیں قران کو یا انکے دلوں پر اسکی قفلیں لگی ہوئی ہیں اس وجہ سے فریقین سے ایک نئے

بھی آیہ قرانی سے استدلال نہیں کیا۔
رسول اللہ نے متعدد و متواتر حدیثوں میں اسکی تصریح فرمائی کہ یہ لوگ قران تو پڑھتے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے سمعت النبیؐ یقول یخرج فی ھذہ الامۃ ولم یقل منھا قوم تحقرون صلاتکم مع صلاتھم یقرؤن القران لایجاوز حلوقھم او حناجرھم یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیۃ ص ۱۲۲
یہی باعث ہے کہ فریقین سے کسینے نہ قران کو سمجھا نہ اوس سے استدلال کیا۔ حالانکہ قرانی فیصلہ ایسا ناطق ہے کہ پھر اوسکے بعد کسی فیصلہ کی حاجت نہیں رہتی۔
قرانی فیصلہ کے لئے آخری اجازت اڈیٹر اہلحدیث یہ ہے "ولیکن اس دعوی کیلئے کہ قائلین اسلام و معتقدین اعتقادات فاسدہ کے پیچھے نماز جائز نہیں، اکوئی آیت یا حدیث پیش کریں۔ اگر آپ کو نہ ملے تو عموم آیا قرانیہ سے کام لیں جیسا کہ ابن حزم نے مثال بتلائی ہے اجیبوا داعی اللہ اور کونوا مع الصادقین مورخہ ۱۲ رجون پس مطابق اس اجازت عام کے میں چند آیتیں قران کی ایسی صریح او روا ضح پیش کرتا ہوں کہ ایک اندھے کو بھی بطلان امامت فاسقین میں شک نہ رہے۔
(۱) سب سے پہلا آیہ جو تمامی اصول و فروع کو حاوی ہے اور تمامی احکام کی بنیاد و دین و دنیا کا ایسا جامع قانون ہے جسمیں ذرہ برابر تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے۔ آیہ کریمہ فاستقم کما امرت ومن تاب معك ولا تطغوا انه بما تعملون بصير ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار وما لكم من دون الله اولياء ثم لا تنصرون ہے۔ جس سے ہمکو ظالمین کی طرف میلان کی جملہ امور میں قطعی ممانعت ہے اور صورت خلاف میں وعید آتش جہنم کی ہے اور ظاہر ہے کہ اقتدا کرنا نماز میں ظالم کے ساتھ انتہا درجہ کا میلان ہے اوسکی طرف۔ پس کیونکر جائز ہوگا بلکہ ثابت ہوا کہ ایسا اقتدا کرنا موجب دخول نار ہے اعاذنا اللہ منہا
حاصل ترجمہ آیہ یہ ہے کہ نہ میل کرو اون لوگونکی طرف جنہونے ظلم کیا۔ پس مس کریگی تمکو آگ (جہنم کی)، اور نہیں ہے تملوگونکے لئے اولیا سوا اللہ کے پھر نہ مدد کئے جاؤگے تملوگ

پہلے اس آیہ کی عظمت ملاحظہ ہو تفسیر مدارک میں ہے عن الحسن جعل اللہ الدین بین لائین ولا تطغوا و لا ترکنوا صفحہ ۳۵۲ جلد ۲

یعنی حسن بصری سے ہے کہ خدا نے دین کو قرار دیا ہے درمیان دو لا کے ایک لا تطغوا اور دوسرے لا ترکنوا جس سے معلوم ہوا دین کے تمامی احکام جسمیں نماز اور امامت جماعت بھی داخل ہے۔ ان دو نو لاؤں کے اندر داخل ہیں اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی میں ہے اعلم ان ھذہ الآیۃ اصل عظیم فی الشریعۃ وذلک لان القرآن لما ورد بالامر باعمال الوضوء مرتبۃ فی اللفظ وجب اعتبار الترتیب فیہا لقولہ فاستقم کما امرت صہ ۱۴۱ جلد ۵

یعنی جان رکھو کہ یہ آیہ اصل عظیم ہے شریعت میں کیونکہ جب قرآن میں مثلاً حکم وارد ہوا ساتھ اعمال وضو کے بترتیب لفظ میں تو ضرور ہوا اعتبار ترتیب اوسمیں کیونکہ خدا فرماتا ہے فاستقم کما امرت

پس جب یہ آیہ اصل عظیم ہے شریعت میں اور اوسکے الفاظ کی رعایت ضروری ہے اور تمامی احکام دین ان دو نو لاؤں میں داخل ہے۔ تو اسکی رعایت نہ کرنا اور اسکی مخالفت کرنا بھی مخالفت الٰہی ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے ویجب الاحتیاط فی المسائل الاجتہادیۃ وفی القیاسات وکذا فی الاخلاق والملکات وفی کل ما لہ طرفا افراط وتفریط فہما مذمومات والمحمود ھو الوسط وھو الصراط المستقیم المامور بالاستقامۃ والثبات علیہ ولا ریب ان معرفتہ صعبۃ وبتقدیر معرفتہ فالعمل بہ و البقاء علیہ اصعب ولہذا قال ابن عباس ما نزلت علی رسول آیۃ فی القرآن اشد ولا اشق من ھذہ حتی ان اصحابہ قالوا لہ لقد اسرع فیک الشیب فقال شیبتنی ھود اعنی ھذہ الآیۃ منہا ثم لما کان لقرین السوء مدخل عظیم فی تغیر العقاید وتبدیل الاخلاق نہی عن مخالطۃ من صنع الشیء فی غیر موضعہ فقال لا ترکنوا ای لا تمیلوا بالمحبۃ و

والهوی الی الذین ظلموا فقال المحققون الرکون المنهی عنه هو الرضا بما علیه الظلمة من الظلم وتحسین الطریقه وتزئینها عند غیرهم ومشارکتهم فی شیٔ من تلك الابواب فاما مداخلتهم لدفع ضرر واجتلاب منفعة عاجلة فغیر داخلة فی الرکون ص۱۸ جلد۱۲

فخر رازی کی جو تقریر ابھی مرقوم ہوئی اوسکے بعد لکھتے ہیں کہ یہ ترتیب صرف وضو اور عدد رکعات ونصاب زکوۃ ہی میں نہیں واجب ہے بلکہ جمیع اوامر ونواہی میں اور زواجر احتیاط مسائل اجتہادیہ میں اور قیاسات میں۔ اور اسیطرح کل اخلاق وملکات میں جسمیں افراط وتفریط پایا جائے کیونکہ وہ دونو مذموم ہے۔ محمود صرف وہی امر اوسط ہے جو صراط مستقیم ہے جسپر ہم مامور ہیں کہ استقامہ کریں۔ اور ثبات اور نہیں شک ہے اسمیں کہ معرفت اوسکی دشوار ہے۔ اور در صورت حصول معرفت اوسپر عمل اور بقا زیادہ سخت ہے۔ اسی لئے کہا ہے حضرت ابن عباس نے کہ نہیں نازل ہوا رسول اللہ پر کوئی آیہ قران کا جو اس سے زیادہ شدید اور شاق ہو۔ یہانتک کہ صحابہ نے کہا یا حضرت آپ میں بڑہاپے کا اثر بہت جلد آیا۔ تو حضرت نے فرمایا بوڑھا کردیا مجھے سورہ ہود نے یعنی اسی آیہ نے اور چونکہ ہمنشین بد کو پورا اثر ہے تغیر عقاید اور تبدیل اخلاق میں اسلئے خداوند عالم نے ممانعت کی ایسے اشخاص کے مخالطت سے جو وضع کرتے ہیں کسی شئی کو اوسکے غیر محل میں پس فرمایا ولا ترکنوا الی الذین ظلموا یعنی نہ میل کرو ساتہہ محبت اور خواہش کے اون لوگونسے کہ ظلم کیا ہے۔ اور نہوں نے کہا ہے محققین نے کہ رکون منہی عنہ وہی رضا ہے ظالموں کے افعال پر جو ظلم ہیں اور اونکے طریقہ کو خوب قرار دینا اور زینت دینا غیروں کے سامنے اور کسی امر میں اونکی مشارکت کرنا۔ رہی وہ شرکت جو بغرض دفع ضرر ہو یا جلب نفع عاجل تو وہ اسمیں نہیں داخل ہے کہ اوسکو رکون کہ سکیں ۱۱

اس تقریر سے بوضاحت تمام ظاہر ہوا کہ یہ آیہ اشد آیات سے ہے جسنے حضرت کو بوڑھا کر دیا۔ تو اس سے سرسری طور سے گذرجانا اور مطلق التفات نہ کرنا شان اسلام کے خلاف ہے۔

اور جب مخالفت ظالمین کسی نوع سے ہو موجب تخریب اخلاق وعادات وعقائد ہے اور اسیوجہ سے اوسکی ممانعت صریح کی گئی ہے تو ایسونکی اقتدا نماز میں اور اونکو امام بنانا اور اونکا اتباع کرنا ارکان صلوۃ میں جو عمود دین سے ہے نہ صرف مخالفت آیہ مذکورہ ہے بلکہ اونکی اعانت کرنا ہے ظلم میں کیونکہ اس طریقہ سے اونکے افعال کی تحسین ہوتی ہے اور زینت دنیا غیرونکے نزدیک کہ اوسمیں مشارکت کریں۔

تفسیر معالم التنزیل میں ہے قال ابن عباسؓ ولا تمیلوا والرکون ھو المحبۃ والمیل بالقلب قال ابو العالیہ لا ترضوا باعمالھم قال السدی ولا تداھنوا الظلمۃ عن عکرمہ لا تطیعوھم وقیل لا تسکنوا الی الذین ظلموا ص ۶۲۳ج

کہا ابن عباس نے کہ نہ میل کرو۔ رکون وہی محبت ہے اور میل بقلب کہا ابو العالیہ نے کہ نہ راضی ہو اونکے اعمال پر۔ کہا سدی نے کہ نہ مداہنہ کرو ظالمونسے عکرمہ سے ہے کہ کہا نہ اطاعت کرو اونکی۔ اور کہا گیا ہے کہ نہ سکون کرو اونلوگونکی طرف جنہونے ظلم کیا ہے

اب اس سے بڑھکر کونسا حکم صریح ہوگا اور اس سے زیادہ کون امر واضح ہوگا کہ خداوند عالم نے نہی صریح فرمائی ہے اس سے کہ ظالم کی طرف رکون کریں۔ یا میل یا محبت یا اونکے اعمال پر راضی ہوں۔ جس سے قطعی ممانعت ظاہر ہے اونکی اقتدا فی الصلوۃ سے کیونکہ اقتدا کرنے کو میل بھی لازم ہے۔ محبت بھی ضروری ہے رضا بھی ضروری ہے کہ کہ اونکو امام ہی بنا رہے ہیں۔ مداہنہ بھی لازم ہے اطاعت بھی لازم ہے سکون بھی لازم ہے اس آیہ کریمہ نے صرف نہی صریح ہی نہیں کی جو کافی ہے ترک اقتدا کے لئے بلکہ یہ بھی فرمایا فتمسکم النار کہ اگر اسکی مخالفت کرگے اور ظالمونکی طرف میل یا مداہنہ کرگے تو آتش جہنم میں ضرور داخل ہونگے۔

اب جو لوگ اسکی اجازت دیتے ہیں کہ فاسقین و فاجرین کی اقتدا جائز ہے اونکو سمجھ رکھنا چاہئے کہ وہ صرف ایک امر منہی عنہ کی نہیں ترغیب دیتے ہیں بلکہ صریحی مخالفت خدا و رسول پر آمادہ کرتے ہیں جسکے لئے اصدق الصادقین نے عذاب جہنم کا وعدہ حتمی فرمایا ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے قال اہل التحقیق الرکون المیل الیسیر وقولہ الی الذین ظلموا ای الذین صدر منہم الظلم لیدل علی ان قلیل من المیل الی من حدث منہ شیٔ من الظلم یوجب ھذہ العقاب واذا کان ھذا حال من رکن الی من ظلم فکیف یکون حال الظالم فی نفسہ عن رسول اللہ من دعا لظالم بالبقاء فقد احب ان یعصی اللہ فی ارضہ ص ۸۲

کہا اہل تحقیق نے کہ رکون کہتے ہیں میل یسیر کو (قلیل میلان کو) اور الی الذین ظلموا سے مراد وہ لوگ ہیں جنسے کسیطرح کا ظلم صادر ہو۔ تاکہ دلالت کرے اسپر کہ فی الجملہ بھی میل کرنا اونکی طرف جن سے کسی قسم کا ظلم سرزد ہو۔ اس عقاب کا مستوجب ہے۔ اور جب فی الجملہ میلان کا یہ نتیجہ ہے تو اصل ظالم کا کیا حال ہوگا حضرت نے فرمایا کہ جو شخص دعا کرے ظالم کیلئے بقا۔ وہ دوست رکھتا ہے اسکو کہ خدا کی معصیت کی جائے زمین میں۔ اب مجوزین اقتدائے فاسقین وظالمین غور کریں کہ اس آیہ کریمہ نے کسطرح قطعی فیصلہ کردیا ہے کہ اقتدائے فاسق وظالم جائز نہیں کیونکہ رکون کے معنی میل کلی نہیں ہے کہ پوری محبت ہو بلکہ فی الجملہ میلان بھی اسمیں داخل ہے۔ اور الی الذین ظلموا نے اسکی تصریح کردی کہ اوسکو پورا ظالم ہونا لازم نہیں ہے کہ ہر وقت وہ ظلم ہی کرتا ہو یا ہر فعل اوسکا ظلم ہی ہو۔ بلکہ اگر کسی قسم کا ظلم اوسنے کیا ہوگا اور کچھ بھی اودھر میلان ہوگا تو اس حکم میں داخل ہوگا تو اب اسکی اجازت دینا کہ فاسق وفاجر کی اقتدا کرو اور اونکو اپنا امام بناؤ کیسی صریح مخالفت ہے خدا کی۔

اسکے بعد آیہ داقم الصلوۃ میں بھی اسطرف اشارہ ہے کہ تم نماز انہیں احکام وقواعد کے مطابق قایم کرو نہ یہ کہ فاسق وفاجر کو امام بناکر جو مطابق آیہ ولاترکنوا بالکل منہی عنہ ہے کیا اس سے بڑھکر کوئی دلیل حقیت مذہب شیعہ ہوسکتی ہے کہ قدیم الایام سے اونکے یہاں امام میں عدالت شرط ہے۔

(۲) آیہ یوم ندعوا کل اناس بامامہم بتارہا ہے کہ ہر شخص کی پکار اوس کے

امام سے ہوگی۔ اور امام کا لفظ بنا بر قول مفسرین سینہ قام ہے۔ پس امام جماعت اگر فاسق و فاجر ہوگا تو اوسکا گروہ اسی امام سے پکارا جائیگا اور بروز قیامت علی رؤس الاشہاد فضیحت ہوگا۔

(۳) اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ سورہ سجدہ نص صریح ہے کہ مومن فاسق مساوی نہیں ہو سکتے۔ پس اگر دونو کی نماز صحیح اور مقبول ہو تو مساوات لازم آتی ہے جو تکذیب صریح قران ہے۔

(۴) آیہ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ سورہ مائدہ صریح ہے اسمیں کہ جو لوگ گمراہ ہیں اونکی کسی خواہش کی پیروی نہ کرنی چاہئے اور چونکہ اقتدا فی الصلوٰۃ بھی پیروی ہے۔ لہذا عموم منع میں داخل ہوگی۔ پھر اونکی اقتدا کیونکر صحیح ہو سکتی ہے۔

(۵) آیہ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا سورہ کہف

صریح ہے کہ جو لوگ ذکر خدا سے غافل ہیں اور اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اونکی کسیطرح اطاعت جائز نہیں ہے پھر اقتدا اونکی نماز میں کیونکر جائز ہوگی جسمیں اطاعت امام ضروری ہے اور یہ اطاعت بہ نص صریح قران منہی عنہ ہے۔

(۶) آیہ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ سورہ نون

یہ آیت صریح ہے کہ مکذبین ہیں اونکی اطاعت جائز نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم اون سے مداہنہ سستی کرو تو وہ بھی تمسے مداہنہ کریں اور نہ ہر کثرت سے قسم کھانیوالے ذلیل کی اطاعت کرو جو بڑا طعنہ دینیوالا اور چغلی لئے پھرنے والا اور امر خیر کا منع کرنیوالا اور رتعدی کرنیوالا اور گنہگار ہے۔

پھر بتائیے کہ کسی فاسق کی اقتدا کیونکر جائز ہوگی۔ کیونکہ جب عام طور پر اطاعت

فساق منہی عنہ ہے تو نماز کے افعال و ارکان میں تو اور بھی منہی عنہ ہوگی کیونکہ۔ الصلوٰۃ عمود الدین۔ نماز عمود دین ہے۔

(۷) آیہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ سورہ نسا صریح ہے اسمیں کہ اقتدار فاسق مشاقہ بارسول ہے اور اتباع غیر سبیل المومنین کیونکہ فاسق فاجر منافق۔ کا عمل سبیل المومنین نہیں کہلا سکتا تو جس نے اونکی اقتدا کی وہ حکم اتباع غیر سبیل مومنین میں آیا لہذا کسیطرح نہ اوسکی نماز صحیح ہوگی نہ مقبول اسیکو آیہ ولا تتبع سبیل المفسدین سورہ اعراف میں واضح کیا ہے کہ مفسدوں کا اتباع جائز نہیں۔

(۸) وما کنت متخذ المضلین عضدا سورہ کہف۔ بدیہی طور پر بتا رہا ہے کہ گمراہوں کو کسیطرح اپنا مددگار نہ بناؤ تو اونکو امام بنانا اور مقتدا کرنا کیونکر جائز ہوگا۔

(۹) آیہ رب فلا تجعلنی فی القوم الظالمین سورہ مومنون۔ کس صراحت سے ہمکو ہدایت کرتا ہے کہ دعا کرو کہ خدا ہمکو قوم ظالمین میں نہ داخل کرے تو امام ظالم کی اقتدا کیونکر جائز ہوگی۔ اور کیا ایسی جماعت میں شریک ہونا جس کا امام ظالم ہو صریح مخالفت نہ ہوگی اس آیہ کی۔

(۱۰) آیہ ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون سورہ توبہ صریح ہے اس بارہ میں کہ منافق پر نماز نہ پڑھنا چاہئے حالانکہ نماز جنازہ درحقیقت نماز نہیں ہے بلکہ دعا ہے۔ پس جب اسکی نہی صریح وارد ہے کہ اون کیلئے دعا نہ کرنی چاہئے تو اون کے ساتھہ نماز کیونکر درست ہوگی اور اونکو امام بنانا کب جائز ہوگا۔

اور چونکہ علت ممانعت صلوٰۃ علیہ یہی ہے انھم کفروا باللہ ورسولہ تو یہ علت جس میں پائی جائیگی وہ سب اس حکم میں داخل ہونگے۔

(۱۱) آیہ والذین اتخذو مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المومنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشہد انہم لکاذبون۔ سورہ توبہ

جنہوں نے بنائی ہے مسجد ضرار اور کفر اور پھوٹ ڈالنے کو مومنوں میں اور کمینگاہ اوسکے لئے جو لڑ رہا ہے خدا اور رسول سے اوسکے پہلے سے اور وہ آئندہ قسمیں کہاینگے کہ ہمنے ارادہ کیا ہمنے اس سے مگر نیکی کا اور خدا گواہی دیتا ہے کہ وہ سب کاذب ہیں۔

یہ آیہ ایسا صریح آیہ ہے کہ اسکے بعد پھر کسی دوسرے آیہ کی ضرورت نہیں کیونکہ (۱) خدانے اونکی مسجد کو ضرارا اور کفرا اور تفریقا سے مخاطب کیا کہ اونکی مسجد بغرض ضد اور ضرار اور از راہ کفر وتفریق ہے۔ تو نماز بھی منافقین کی اسی حکم میں داخل ہے کہ درحقیقت وہ نماز نہیں ہے بلکہ مومنین کا منہ چڑاتا ہے۔

(۲) خدانے اوس مسجد کے گرانے اور منہدم کرنیکا حکم دیا جس سے معلوم ہوا کہ منافقین کی جماعت بھی اسی حکم میں ہے کہ اوسکو منہدم اور معدوم کرنا چاہئے تو اب ابن حزم کا استدلال آیہ اجیبوا داعی اللہ سے بھی غلط ہوا کیونکہ یہاں مسجد بنی تھی اور جماعت کا سامان ہو رہا تہا اگر وہ اجیبوا داعی اللہ کے حکم میں داخل ہوتا تو حضرت کو اوسکے انہدام کا حکم نہوتا اور آیہ وتعاونوا علی البر والتقوی سے بھی خارج ہوا بلکہ آیہ وتعاونوا علی الاثم والعدوان میں داخل ہوا تو عام منافقین کی جماعت بھی حکم اجیبوا داعی اللہ سے خارج اور آیہ لا تعاونوا علی الاثم والعدوان میں داخل ہوگی یعنی اونکی مشارکت اور جماعت میں اونکے داخل ہونا مصداق تعاونوا علی الاثم والعدوان ہوگا۔

تیسرے یہ کہ وہ حلف کرینگے اسپر کہ ہمنے اس سے نیک کام کا ارادہ کیا صریح ہے اسمیں کہ منافقین کے اس قسم کے اعمال ان کے خیال میں اعمال حسنہ میں داخل ہے۔

مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ وہ کاذب ہیں عموما اور خصوصا اس بارے میں کہ اس سے اونہوں نے نیک کام کا ارادہ کیا تو اب جو لوگ انکی نماز کو نماز سمجھتے ہیں اور اونکی اقتدا

کو جائز جانتے ہیں درحقیقت خدا کی تکذیب کرتے ہیں کہ خدا تو اون کی اس حلف کو کہ اونہوں نے اس کام کو بغرض حسنہ کیا کاذب کہتا ہے اور یہ لوگ اوسکو حسنہ کہکر داخل آیہ تعاونوا علی البر والتقوی کرتے ہیں حالانکہ خدا فرماتا ہے لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتاب والنبیین الآیہ

جس سے معلوم ہوا کہ صرف منہ پھیرنا مشرق کیطرف (جو یہود و نصاری کا قبلہ ہے) حکم بر میں نہیں داخل ہے۔ بلکہ ایمان لانا چاہئے۔ تو اب منافقین کا محض قبلہ کیطرف منہ کرنا اور ارکان صلوۃ کو بجا لانا باوصف عدم ایمان کیونکر صحیح اور قابل اقتدا ہو سکتا ہے۔

یہ دو نو آیتیں اگرچہ منافقین سے متعلق ہیں۔ مگر چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے محض ادعائی اسلام کو امامت کے لئے جائز سمجہا ہے جسمیں منافقین بہی داخل ہیں۔ لہذا یہ نہیں کہ سکتے کہ ان آیات سے استدلال نہیں صحیح ہو سکتا چنانچہ مورخہ ۳ر جمادی الثانی میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی اسلام کا مدعی ہو اسکے پیچھے اقتدا درست ہے اسکی قبولیت یا عدم قبولیت خدا کے سپرد ہے "

(۱۲) آیہ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون صریح ہے اس بارے میں کہ مضلین عن سبیل اللہ کی اطاعت ممنوع ہے اور چونکہ اقتدا بھی اطاعت ہے لہذا یہ بہی ممنوع قرار پائیگی۔

(۱۳) آیہ ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا (سورہ حجرات) صریح ہے اس بارے میں کہ فاسق کی خبر پر بہی اعتماد نہیں کر سکتے اور یہ وہ آیہ ہے جس سے احکام اخبار وشہادت میں کیا کیا دقت لیگئی ہے۔ تو پہر کون عاقل اسکو باور کر سکتا ہے کہ خبر وشہادت میں تو ہم انپر اعتماد نہ کیا جائے۔ اور نماز کے امام بنائے جائیں حالانکہ نماز عمود دین ہے

(۱۴) آیہ ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ نحن اعلم بما تصفون سورہ مومنون

کا بھی یہی حکم ہے کہ سید کو وضع کریں ۔ نہ کہ اوسکی متابعت ۔ تو اب فاسقین و فاجرین کی
اقتدا صریح مخالف ہے اس حکم صریح کی

(۱۵) آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا سورہ آل عمران صریح حکم ہے اسمیں
کہ حبل اللہ سے اعتصام و تمسک کیا جائے اور تفرق نہو ۔ پس اگر منافقین و فاسقین کا جن
کی اقتدا جائز ہو تو مخالفت اس حکم کی لازم آتی ہے ۔ کیونکہ فاسق و فاجر کے ساتھ اقتدا کو کوئی
اعتصام حبل اللہ نہیں کہہ سکتا جس کی اتباع کا حکم ہے ۔ اور نیز مخالفت لازم آتی

(۱۶) آیہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (توبہ) کی جو
نص صریح ہے اسمیں کہ ہم کو صادقوں کے ساتھ رہنا چاہئے نہ کاذبوں کے ساتھ پس اگر
فاسقین و فاجرین کی اقتدا کریں تو اس حکم صریح قطعی کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ
وہ کاذبین ہی ہیں ۔

اس آیہ نے سب ابہام اور ہر طرح کے اجمال کو کھول دیا کہ حبل اللہ سے مراد کون ہیں وہی
صادقین اور انہی کے ساتھ رہنے کا حکم ہے نہ مضلین وضالین وظالمین کیساتھ ۔
پس اب غور کرو کہ قرآنی فیصلہ تمکو کیا ہدایت کرتا ہے فاسقین و فاجرین کی اقتدا کا یا مومنین
صالحین عادلین صادقین کی اقتدا کا ۔

اس آیہ میں مخاطب مومنین ہیں اونکو حکم ہے تقوی کا اور اسکا کہ صادقین کی ہمراہی
اختیار کریں جس سے معلوم ہوا کہ اگر صادقین کی معیت نہو گی تو تقوی ہی نہو گا اور
کونوا مع الصادقین کی مخالفت بھی لازم آئیگی ۔

(۱۷) آیہ والمومنین والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف
وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ ویطیعون اللہ ورسولہ
اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم ۔ نص صریح ہے اسمیں کہ مومنین کے
ولی مومن ہیں نہ منافق ۔ پھر اونکی امامت و اقتدا کو جائز کہنا صریح مخالفت قرآن ہی

(۱۸) آیہ وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم
عن سبیلہ ذلکم وصیکم بہ لعلکم تتقون سورہ مائدہ جب اتباع سبل مضلہ مطلقا

ممنوع ہے تو اقتدائے مضلین اوسمیں داخل ہے پس جائز نہو گا -

(۱۹) آیہ ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیء انما امرہم الی اللہ ثم ینبئہم بما کانوا یفعلون (سورہ مائدہ) نص صریح ہے اسمیں کہ مختلف جماعتیں جو جماعت حقہ سے علیحدہ علیحدہ قائم ہوں اون میں شرکت کسی طرح جائز نہیں پس اقتدائے امام جماعت باطلہ سے کیونکر جائز ہوگا -

(۲۰) تم غور کرو تو آیہ اجیبوا داعی اللہ جس سے ابن حزم نے استدلال کیا ہے اگر مسئلہ امامت و اقتدا پر دلالت کرتا ہے تو امامت امام عادل پر کیونکہ امام فاسق نہ داعی اللہ ہو سکتا ہے نہ اوسکی اقتدا و اتمام کا حکم ہو سکتا ہے -

(۲۱) اسیطرح آیہ تعاونوا علی البر والتقوی اگر امامت و اقتدا سے متعلق ہو سکتا ہے تو امام متقی کی اقتدا سے نہ امام فاسق و فاجر کی اقتدا پر جو داخل ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ہے -

کیونکہ بظاہر اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہے مگر بفحوای آیہ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا ان کا یہ عمل صالح نہیں ہے بلکہ بفحوائے واللہ یشہد انہم لکاذبون وہ لوگ کاذب اور دروغگو ہیں -

حضرات اہل سنت میں اگر کوئی صاحب ایمان ہوگا تو بفحوائے قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون ان آیات صریحہ پر ایمان لاکر اپنے اعمال کو خصوصاً نماز کو درست کرینگے اور فلا تجعلنی فی القوم الظالمین سے بچینگے کیونکہ اقتدائے فاسق کو دخول فی القوم الظالمین لازم ہے -

ہمکو سخت تعجب ہے کہ فریقین نے ان آیات سے کیوں نہ استدلال کیا جو صریح ہیں اثبات مدعا میں مگر صدق رسول اللہ - یقرؤن القران ولا یجاوز حلوقہم او حناجرہم کہ پڑھتے تو ہیں قران کو مگر انکے گلے سے نیچے نہیں اوترتا - پھر کیونکر سمجھ سکتے ہیں حالانکہ خدا فرماتا ہے واذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا

اگر غور کیا جائے تو اسلام میں ساری خرابیاں اسیوجہ سے پڑی ہیں کہ ہر فاسق

وفاجر کی اقتدا بخالفت صریح قرآن جائز کردی گئی ہے جس سے صاحب حق اور ولی مومنین ضعیف ہوگئے اور فاسقین و فاجرین قوی ہوگئے کیونکہ جب نماز میں جو عمود دین ہے انکی اقتدا کی گئی اور وہ امام بنائے گئے تو پھر امور دنیا میں کیوں نہ وہ امام و مقتدا مانے جاتے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص امور مذہبی کا مقتدا اور امام ہوتا ہے اوسکی معیت اوسکی طرف میل فطرۃً ہر قلب میں جگہ پکڑتی ہے۔ اسیوجہ سے خداوند عالم نے انکی طرف میل اور محبت کو منع کیا۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا۔ ان الذین فرقوا دینہم۔ اور متفرق جماعتیں بنانے سے ممانعت کی کہ اس سے ضلالت و گمراہی کو ترقی ہوگی۔ اور جو لوگ حقدار و مستحق ہونگے انکی حق تلفی ہوگی مگر افسوس ہمنے اپنی خواہش نفس سے ہر حکم خدا کی مخالفت کی اور جنکی معیت جنکی شرکت جنکی محبت جنکی اطاعت سے ہر طرح منع کئے گئے تھے اونہیں کی متابعت کی یہانتک کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تین چار مہینہ سے اپنے ہفتہ وار اخبار کے ذریعہ سے اس ضلالت کو اسقدر ترقی دی کہ کوئی متنفس ایسا نہوگا جسے نہ معلوم ہوا ہو کہ ہر قسم کے فاجر و فاسق کی متابعت اور اقتدا جائز ہے حالانکہ صدہا بلکہ ہزارہا آیتیں اسکے مخالف ہیں خود قرآن مجید میں موجود ہیں۔

بڑا مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ جزئی اختلاف کیوجہ سے مسلمان باخود ہا مل کر خدا کی عبادت کرنیکو بھی ناجائز بتاتے ہیں حالانکہ یہ منظر سب سے زیادہ خوشنما ہوگا کہ یہود و نصاری ہنود و مسلمان سب ملکر ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر۔ خدا کی عبادت کریں کہ جمعیت بھی زیادہ ہو اور مجمع بھی پورا۔ اختلافات بھی جزئی ہیں۔ خدائے وحدہ لاشریک کی سب عبادت کرتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ عبادت خدا باخود ہا ملکر نہ کریں۔

پھر زمانہ تجربہ بھی کہہ رہا ہے کہ جب یہ تجربہ غلط ہوچکا کہ کافرین و فاسقین وفاجرین کی امامت و اقتدا سے بجز نقصان کوئی نفع نہوا اسلام کی حکومت روز بروز گھٹتی جارہی ہے اسلام کمزور ہوتا جاتا ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ اُسی پرانے اصول پر قائم رکھا جائے جس سے اور بھی نقصان پیدا ہو۔

اس تحریر کے بعد خیال آیا کہ جن آیات قرآنی کا بھی تذکرہ کیا ہے اُن آیتوں سے استدلال کی ضرورت نہ تھی کیونکہ خود سورہ فاتحہ اسکی تصدیق کیلئے کافی ہے جس کا پڑھنا ہر نماز میں ضروری ہے اور وہ ایک رکن ہے ارکان نماز سے کیونکہ سورہ فاتحہ کا آیہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ایسا صریح آیہ ہے جسکے بعد شبہ ہی نہیں رہتا کہ ہمکو فاسقین و فاجرین کی اقتدا کسیطرح جائز نہیں۔ اسلئے کہ نماز پڑھنے والا دعا کرتا ہے کہ خدایا مجھے ہدایت کر صراط مستقیم کی اور ظاہر ہے کہ ہدایت سے مراد ایصال الی المطلوب ہے نہ ارادۃ الطریق۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ صراط مستقیم وہی ہے جسکے سالک مومنین متقین ہیں نہ فاسقین و فاجرین کہ اُنکی راہ اور انکا طریقہ کسیطرح صراط مستقیم نہیں ہو سکتا۔ پس جب ہم دعا کرتے ہیں صراط مستقیم کی تو صراط غیر مستقیم پر چلنا کسیطرح کسی طرح مناسب نہیں جس سے معلوم ہوا کہ فاسقین و فاجرین کی اقتدا بالعمد مخالفت صراط مستقیم ہے۔

اور چونکہ خود خداوند عالم نے آیات مابعد میں صراط مستقیم کی توضیح کردی کہ صراط الذین انعمت علیھم تو معلوم ہوا کہ صراط مستقیم یہی ہے جو مراد انکی ہے جنپر انعام کیا ہے خدا نے لہذا وہ راہ جو انکے مخالف ہے اس سے خارج ہے اور اس کا سلوک منہی عنہ ہے

مزید توضیح کے لئے خداوند عالم اسکے بعد فرماتا ہے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین تو اب خود اہل سنت غور کریں کہ فاسقین و فاجرین و منافقین کس قسم میں داخل ہیں آیا انعمت علیھم میں یا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین میں۔ اور ہم کو حکم ہے اتباع صراط الذین انعمت علیھم کا یا صراط المغضوب و الضالین کا

پھر آپ خود ہی فرمائے کہ آیہ اہدنا الصراط المستقیم نے کیا حکم دیا اقتدائے امام عادل کا یا اقتدائے امام فاسق و فاجر کا۔ اگر آپنے کبھی تفاسیر پر غور کیا ہوتا تو آپکو معلوم ہوتا کہ صراط الذین انعمت علیھم سے کون لوگ مراد ہیں۔ دیکھئے تفسیر معالم التنزیل امام بغوی میں ہے قال عبد الرحمن بن زید ان رسول اللہ و اھلبیتہ صفحہ ۱۱

کہ صراط الذین انعمت علیہم سے مراد رسول اللہ ہیں اور آپکے اہلبیت طاہرین علیہم السلام
تو ضرور ہوا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے مراد اونکے مخالفین ہونگے

بقاعدہ واذا ما انزلت سورۃ فمنہم من یقول ایکم زادتہ ہذہ ایمانا فاما الذین
آمنوا فزادتہم ایمانا وہم یستبشرون (توبہ)

ہمکو امید ہے کہ ان آیات صریحہ سے جو ہمنے اس نمبر میں انلوگوں کے ایمان تازہ ہونگے اور سمجھینگے
کہ فاسقین وفاجرین کی اقتدا کسیطرح جائز نہیں بلکہ جو لوگ اسکو جائز کہتے ہیں وہ مصداق
ہیں اس آیہ کے وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل
الغی یتخذوہ سبیلا (اعراف)

یعنی اگر دیکھتے ہیں راہ ہدایت کو اسکو اپنی راہ نہیں بناتے اور اگر راہ گمراہی دیکھتے ہیں تو
اسکو اپنی راہ بناتے ہیں کیونکہ یہ تو بدیہی ہے فاسقین وفاجرین کی راہ سبیل رشد
نہیں ہے بلکہ سبیل غوایت ہے تو انکی اقتدا اور پیروی نماز میں یقیناً ناجائز اور ناروا ہوگی

(۲۲) آیہ وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون (سورہ
اعراف) صاف بتارہا ہے کہ ہمکو اسکا حکم ہے کہ جو لوگ الحاد کرتے ہیں اسکے ناموں میں انکو
چھوڑ دینا چاہئیے کہ انکو جزا دیجائے اونکی جو عمل کرتے ہیں۔ تو کیا ہم انکی اقتدا کرکے حکم
ذروا الذین یلحدون کی تعمیل کرسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ صریح مخالفت ہے حکم خدا کی۔

(۲۳) آیہ فذرہم فی غمرتہم حتی حین صاف بتارہا ہے کہ ہمکو کسی طرح انکی متابعت
یا اقتدا جائز نہیں ہے۔

پس جب عام طور سے حکم ہے کہ کسیطرح فاسقین وفاجرین کی اطاعت۔ مشارکت معیت
جائز نہیں سبیل مفسدین سے بچنا چاہئیے۔ قوم ظالمین میں داخل نہ ہونا چاہئیے تو پھر نماز
میں جو عمود دین ہے ان کی شرکت یا انکی امامت یا انکی اقتدا کیونکر جائز ہوگی۔

یہ آیتیں ایسی صریح اور واضح ہیں کہ اگر ذرہ برابر بھی انپر غور کیا جاوے اور قرآن کو سچا امام ہدایت مانا
جائیگا تو اسمیں شک نہیں رہیگا کہ خداوند نے ہمکو ہر طرح ظالمین وفاسقین کی متابعت اور مشارکت سے
منع کیا ہے اور اسکی مخالفت کسیطرح جائز نہیں نہ وہ صورت مخالفت نماز صحیح ہوسکتی ہے۔ — باقی آئندہ

دشمنان آل رسول

یوں تو اسلام نے جس روز سے دنیا میں قدم رکھا اوسکے دوش بدوش اوسکے دشمنوں کا وجود بھی دکھائی دیگا اور ایک روز یہی ایسا نصیب ہوا کہ جسمیں جاننا کہ اسکا مآل کا خوف ظاہر ہو پھر بھی چند مشہور کافر خاندانوں کے قبول اسلام پر دولو اوسمیں ایک عورت بھی نہ تقدیم کیوں شکی ہوئی ظاہری طور پر اسلامی مشن کو تقویت پہونچی اور اگر واقعی سب سچے دل سے ایمان لانیوالے ہوتے تو بہت کچھ اسلام کو عروج ہوتا لیکن سقیفہ کے ناجائز فیصلہ نے اوسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ایسی تباہی و بربادی میں ڈالا کہ قیامت تک کیلئے اوسکا سنورنا مشکل نظر آتا ہے یہ طلسم کچھ ایسا بندھا کہ تیس برس خلافت تک اسلام گھٹتا گیا جب ایکے بعد ایک ہوا۔ نیک و بد کی تمیز حق و باطل کا فرق جاتا رہا اور محالفین اسلام کا قبضہ بڑھتا گیا یہاں تک بڑھا کہ صرف دنیاوی حصول عزت اور دنیاوی سلطنت کا نام اسلام رکھا گیا اور خلیفہ وقت کے سامنے یہ جملہ برملا کہا جانے لگا کہ یا بنی امیہ تلقفوھا تلقف الکرۃ فو الذی یحلف بہ ابو سفیان ما من عذاب ولا حساب ولا جنۃ ولا نار ولا بعث ولا قیامۃ

یعنی اے بنی امیہ اس بادشاہت کو حاصل کرو بخدا کہ نہ عذاب کوئی شی ہے نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ نہ حشر نہ قیامت۔ اور اسپر دربار خلافت سے دو دو لاکھ درہم بطور انعام دئے جاتے چنانچہ اس کیلئے اعلان نے ابوسفیان کے گھر کو بادشاہ کا گھر بنایا اور جب سلسلۂ خلافت یزید تک پہونچا اور اوسنے آل رسول کے خون سے زمین کربلا لال کی اور شام کا قیدخانہ آباد کیا تو لوگوں نے جانا کہ اس سے بڑھکر ظالم۔ کافر۔ مرتد۔ ملعون۔ دشمن اسلام اور دشمن آل رسول دوسرا نہیں گذرا۔ مگر اگر کسیقدر غور کے ساتھ دیکھا جاوے تو یہ سلسلہ ترقی کیساتھ اوسی روز سے پایا جاتا ہے جبکہ حضرت عمر کا ہاتھ حضرت ابوبکر کی بیعت کیلئے بڑھا۔ اور اس دور اندیشانہ کارروائی سے منصب خلافت خاندان رسول سے علیحدہ کیا گیا۔

میں اس مقام پر حضرت عمر کی زمانۂ خلافت پہ ایک سرسری نگاہ ڈالتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ باوجودیکہ آپکو خلیفہ ہوا بھی زیادہ دنوں نہ تھا اور اشاعت اسلام کے آپ مدعی تھے مگر خاندان آل رسول سے بجائے کسی غضب کی عداوت تھی کہ حقوق نہ آل رسول کے عطا نہ کئے بلکہ آپکو جو تھا وہ بھی

پولیٹکل چالیں آپکی ہوتیں وہ ہرگز ہرگز دوسروں میں نہیں پائی جاتیں۔ یہہ امر گویا آپ کی گھٹی میں پلایا گیا تہا جو مرتے دم تک یکساں آپ میں رہا۔ اپنے زمانہ خلافت میں حقوق آل محمدؐ کی موقوفی۔ اونکو ناقابل تعظیم سمجہنا۔ گلے میں رسّی باندہنا۔ کہلے بندوں احکامات رسول کو پس پشت ڈالنا قدیمی دشمنان اسلام کو جنہوں نے تمام عمر آنحضرت کی دشمنی میں بسر کی مناصب و جاگیرات کا عطا کرنا وغیرہ یہہ ایسے کہلے کہلے امورات ہیں کہ انپر غور کرنیکے بعد اگر بانی فرقہ باغیان کہے جاویں تو بیجا نہوگا۔ بنی امیہ قدیمی دشمن خاندان رسالت کی ترقی کا سلسلہ آپنے جس خوبصورتی سے جاری کیا وہ واقعی قابل صد آفریں ہے جسکی انتہائی ترقی خاندان رسالت کی انتہائی بربادی کا سبب ہوئی۔ چنانچہ یہہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اُمیہ نے حضرت ہاشمؑ سے۔ حرب بن اُمیہ نے حضرت عبدالمطلبؑ سے۔ ابوسفیان نے حضرت رسولخداؐ سے۔ معاویہ نے حضرت علی مرتضیٰؑ سے۔ یزید نے حضرت حسین ابن علیؑ سے اسی امارت قریش اور خلافت پیغمبرؐ پر کیا کیا مخالفتیں اور سلوک کئے ہیں۔ مگر اسی حضرت عمر کی دوراندیشانہ پالیسی کہو یا اونکی مصلحت آمیز جوہر شناسی کہا جو داس واقفیت اور اطلاع کے آپ نے خصوصیت کے ساتہہ اونہیں دشمنان خاندان رسولؐ کو اعلیٰ ملکی عہدے دئے اور مناصب و جاگیرات سے ممتاز کیا۔ امیر معاویہ۔ عمرو بن عاص۔ مغیرہ بن شعبہ۔ زیاد بن سمیہ یہہ وہ مشہور روزگار حضرات ہیں جو آپکی سلطنت کی روح۔ آپکے تمدن کی جان۔ اور آپکی پالیسی کے سرتاج کہے جاسکتے ہیں۔ اور بقول مولوی شبلی نعمانی یہی وہ چار اشخاص تمام عرب میں تھے جو دُہاۃ العرب کہے جاتے تھے یعنی جو فن سیاست و تدبیر میں اپنا جواب نہیں رکہتے تھے۔ اور انہیں سے ہر ایک وہ ممتاز دشمن خاندان رسول تہا جس نے ہر ایک ممکن ذریعہ تباہی و بربادی خاندان رسالت کا جاری کیا۔

ان حضرات پر آپکی نظر عاطفت کچھ ایسی بڑہی رہتی تھی کہ باوجود اثبات جرم آپ انلوگونکو بیخطا سمجھتے تھے۔ سبکو معلوم ہے کہ مغیرہ بن شعبہ آپ ہی کے زمانہ خلافت میں ایکمرتبہ مرتکب زنا کا ہوا اور صحابہ رسول نے یہہ جرم ثابت بھی کیا۔ مگر آپنے اپنی حُسن تدبیر سے اوسے حد شرعی سے صاف بچادیا۔ اور پھر عہدہ گورنری پر اوسیطرح بحال رکہا۔ مغیرہ کو جسقدر جو کا بغض خاندان رسالت علی الخصوص جناب علی مرتضیٰؑ سے تہا اوسیقدر حضرت عمر کو اوس سے محبت تھی۔

یہہ وہی مغیرہ تہے جو بزمانہ خلافت معاویہ جمعہ کے خطبہ میں جناب علی مرتضیٰ پر معاذ اللہ لعن اور عثمان کے حق میں دعا کرتا تہا (ابو الفدا صفحہ ۱۹۶)

اسیطرح آپکے دوسرے عامل عمرو عاص وہ مشہور زمانہ بزرگ گذرے ہیں جنکے نسب کا پانچ اشخاص قریش نے دعوی کیا تہا اور جب اسی امر کا سوال اوسکی ماں سے کیا گیا تو اوسنے اقرار کیا کہ بیشک ان پانچون نے صحبت کی ہی بالآخر اسکی صورت دیکھی گئی جو عاص بن وائل سے مشابہ پائی گئی اور اسلئے وہ اوسکے نسب میں ملا لیا گیا۔ انکی بھی ساری عمر مخالفت خاندان رسول میں گذری اور یہ بھی بہت شہرہ چیتے اور مشہور گورنر حضرت عمر کے تھے۔

ان دو بزرگوار کے علاوہ حضرت عمر نے جو تیسرا گوہر شب چراغ انتخاب کیا تہا وہ زیاد بن سمیہ تہا جسکی کنیت اوسکے باپ کے نام سے مشہور نہو سکی اسلئے کہ اوسکی ماں سمیہ نے باضابطہ کسی سے ازدواج نہیں کیا تھا۔ چنانچہ جب باقرار ابو سفیان معاویہ نے زیاد سے رشتہ اخوت قائم کر کے اپنی فیملی کا ممبر بنانا چاہا تو اوسوقت کی حکایت یوں لکھتے ہیں۔

کہ ایکروز مسجد شام میں مسلمان جمع تھے حضرت معاویہ ممبر کے سب سے اوپر کے زینے پر جا کر بیٹھے اور زیاد کو نیچے کے درجے پر کہڑا کیا۔ اور حضرت ابو سفیان حضرت معاویہ کے پدر بزرگوار نے سمیہ مادر زیاد کیساتہہ جو صحبت کی تہی اوسکی گواہیاں گذرنے لگیں منجملہ گواہان کے ابو مریم مینفروش نے بیان کیا کہ میری دوکان شراب کی طائف میں تھی۔ ابو سفیان میری دوکان پر مینوشی کو آئے شراب پیکر عورت کی خواہش کی۔ مینے سمیہ کو اطلاع کی وہ اپنے شوہر کو کہلا پلا اور سُلا کر آئی۔ اور مینے دوکان کا ایک کمرہ خالی کر دیا۔ دونو اوسمیں رہے۔ بعد فراغت سمیہ اپنی فیس لیکر چلی گئی مینے ابو سفیان سے پوچھا کہو یہہ عورت کیسی تھی تمہارے پسند ہی آئی۔ اونہوں نے کہا کہ ہاں تھی تو اچھی مگر ذرا اوسکی بغلوں سے بدبو آتی تھی۔ یہہ بات زیاد کو ناگوار گذری اور کہا کہ ای ابو مریم لوگون کی مان کو دشنام ندو۔ بہرحال زیاد کو معاویہ نے اپنے ساتہہ ملحق کر لیا۔ اور اوسکو عامل کوفہ بعد مغیرہ مقرر کیا۔ اور بصرہ بھی اسکے شامل کر دیا۔ اسنے شیعیان علی کو چن چن کر پتھرون اور کنکرونکے نیچے دبا کر قتل کیا۔ اور اونکے ہاتہہ پاؤن کاٹے۔ اور آنکھیں انکی نکلوائیں اونکو ستاجنائے حزمہ پر سولی دی اور عراق سے نکالدیا۔ یہانتک کہ کوفہ میں کوئی معروف

ع ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ جز ۱۲

و مشہور شیعہ باقی نہ رہا۔ (کتاب الاحداث ابوالحسن مدائنی و تاریخ ابوالفدا جلد اول) اور جمعہ کو ممبروں پر جناب علی مرتضیٰؑ پر معاذ اللہ لعنت کرتا تھا۔ زیاد نے جناب علی مرتضیٰؑ کیساتھ اور اوسکے بیٹے عبید اللہ بن زیاد نے حسینؑ بن علی شہید کربلا کے ساتھ جو جو مخالفت اور عداوت کی تاریخ اسلام ماتھ بلند کئے ہوئے دکھا رہی ہے (الفرق صفحہ ۵۵)۔

ان تین شخصوں کے بعد چوتھا وہ شخص جسپر انتخابی نظر حضرت عمر کی پڑی تھی وہ وہی امیر معاویہ بن ابو سفیان تھے جنکے لائق فرزند نے خاتمہ تخفیف کیا۔ اور جنکے کارنامے اور خاندان رسالت سے مخالفت کے قصے میں اپنے دوسرے مضمون شجرہ ملعونہ میں دکھاؤنگا۔

اسموقع پر ناظرین کو صرف اتنا بتلا دینا کافی ہوگا کہ جس شجرہ ملعونہ کی خبر جناب رسالتمآبؐ نے دی تھی وہ سرزمین شام میں نہایت شادابی کے ساتھ پھولا پھلا اور اوسکی شاخیں اکثر بلاد میں دور دور پھیلیں۔ دنیا دار زر پرست جماعتوں نے اوسکے سایہ میں آکر پناہ لی۔ اور بدعت سرائی کی گیتیں ہر طرف گائی جانے لگیں۔ اور مخالفت نبیؐ و علیؑ علمار کی مہریں ثبت ہونے لگیں۔ اور مخالفت نبیؐ و علیؑ کے علمار کی مہریں لگیں گیا ہونکے قتل کے فتوے جاری ہونے لگیں۔ شراب کے ساغر مفتیان شرع کے ہاتھوں سے لنڈھائے جانے لگے۔ یہانتک کہ کلام الٰہی کو تیروں کا نشانہ بنایا گیا اور محرمات ابدی کے حلت کے فتوے جاری پائے۔ اور ہر جگہ خاندان رسالت کی توہین اور سب و شتم ممبروں پر کیا جانے لگا

ہندوستان بھی ان مردودنسلوں کی منحوس قدموں سے محفوظ نہ رہا۔ یہاں بھی کچھ نہ کچھ ہر ایک زمانہ میں انکی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ مگر ہاں چند برسوں سے جیسا طوفان بے تمیزی اور علی الرغم آئمہ طاہرین پر سب و شتم کی گرم بازاری ہونے لگی اس سے پیشتر کبھی بھی ایسا دکھائی نہیں دیا۔ پس یہہ دُہا ۃ العرب کی یادگار نسل والے دشمنان آل رسولؐ اگر ایسا کرتے ہیں تو ناظرین کو تعجب نکرنا چاہیئے۔

ایک شاعر کیا خوب کہہ گیا ہے ؎

محبت شہ مردان مجو ز بے پدری ۔ کہ دست غیر گرفتہ ست پائے مادر او

راقم

محمد صالح الحسینی بارہوی از بارہ ضلع غازیپور

سائنس اور اسلام

سلسلہ کیلئے ... ملاحظہ ہو

چونکہ ہم بتانا چاہتے ہیں کہ کس طریقہ سے اس قوت کے متعلق لکھنے پر مجبور ہیں اس لئے ہم ان شبہات کا جواب اس موقع پر دینے سے قاصر ہیں جو ناظرین کو اسکے مطالعہ سے پیدا ہوں لیکن جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ کل اس فقیر کا چشم دید ہے اور اسکو خود وہ اپنی حالت طالب علمی میں عملی طور سے کر چکا ہے اس لئے امید کیجاتی ہے کہ اس سے طلبا مان لینگے کیونکہ اصل مطلب پر آنے کے لئے ہمنے شروع ہی سے یہ اصول قائم کرلیا ہے کہ جو مسئلہ نہایت ضروری ہوگا اوسی کے متعلق نہایت مختصر گفتگو کیجائیگی اور طول کا خیال بھی ملحوظ ہے۔ شکل نمبر ۲ ملاحظہ ہو

شکل نمبر ۲
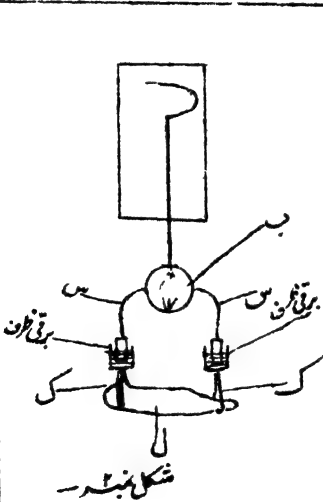
سب سے پہلے ہم ایک بکری کے گوشت کا ٹکڑا جو دو ہفتہ ہوئے کہ اوسکی ران سے علیحدہ کیا گیا وہ شکل میں لام سے نشان لیتے ہیں۔ یہ برقی ظرف کے دونوں پیچوں سے بذریعہ تار ب و ک کے ملحق ہے اس لئے جیسا ہم ابھی بیان کر آئے ہیں برقی قوت اس میں جاری ہے اور س و س بھی لوہے کے تار ہیں جو ایک ایسے آلے سے ملے ہیں کہ جو ب سے نشان ہے اور جسکا یہ فرض ہے کہ برقی موج کے وجود کی خبر دیتا ہے اس آلہ کے اندر ایک سوئی ہوتی ہے جو بیچ میں مثل قطب کے لگی ہوئی ہے اور جو خود بخود برقی موج کی وجہ سے گھوم جاتی ہے اس سوئی کے اوپر ایک چھوٹا سا شیشہ لگا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو اسکا

عکس کاغذ پر دیکھ سکتے ہیں اور رت وہی کاغذ ہے جس پر اس چھوٹے شیشہ کا عکس پڑتا ہے یہہ ظاہر ہے کہ اگر سوئی کو حرکت ہوگی تو اس چھوٹے شیشہ کو بھی اوسی طریقہ سے حرکت ہوگی چنانچہ اوسکے عکس کی بھی وہی حالت ہوگی جو شیشہ کی یعنی وہی حالت عکس کی ہوگی جو اس چھوٹی سوئی کی جو شکل میں ت کے دائرہ میں بنی ہے - اب چونکہ اس ٹکڑے میں برقی قوت نے اثر کیا تو اس میں حرکت ہوئی اور وہ حرکت ایسی ہی ہوئی جیسے کی کچھوہ کا سر فوراً اسکے پیٹ میں خوف کے وقت کھنچ جاتا ہے اور پھر نکل آتا ہے - یعنی تھوڑا سا حصہ گوشت کھنچ کر ایک جا ہو جاتا ہے اور پھر ایک سکنڈ کے ۱/۲ حصہ وقت میں اپنے سابق مقام پر آجاتا ہے اور یہی حالت رہتی ہے جب تک کی قوت پہونچتی رہتی ہے - اب یہ اندرونی کشش اور پھر گوشت کا اپنے سابق مقام پر آجانا اس برقی موج کو اپنی روانی میں روکتا ہے جسکا یہہ اثر ہوتا ہے کہ سوئی مختلف حالت سے گھومتی ہے چنانچہ اوسکا عکس بھی مختلف طریقہ سے حرکت کرتا ہے کیونکہ یہہ موج تار سے وس میں ہوتی ہوئی پھر گوشت میں واپس [illegible] اور اوس سے نکل کر پھر تار میں ہوتی ہوئی پھر گوشت میں واپس آتی ہے [illegible] بمناسبت موج کی رفتار کے متعلق یوں خیال کرنا چاہئے کہ اس خاص حالت میں اسقدر تیز ہوتی ہے کہ شاید ایک منٹ میں یہہ موج ہزاروں دورے اس چکر کے کرجاتی ہوگی - کاغذ کا تختہ ت اس طرح سے حرکت دیا جاتا ہے کہ شیشہ کا عکس اس پر ایک خاص شکل بناتا ہے - جو شکل نمبر ا میں واضح کردی گئی ہے -

ج ا ب
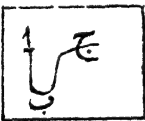
یہہ جو ایک غیر مستقیم خط گوشت کے حرکت سے بن جاتا ہے یوں خیال کرنا چاہئے کہ جب یہہ اجزا کھنچ جاتے ہیں تو الف ا سے ب تک وہ عکس جاتا ہے جیسا کہ شکل میں بنا ہے اور جب پھر وہ اجزا اپنے مقام پر آجاتے ہیں تو عکس ب سے ج تک پہونچ کر پھر ا پر آجاتا ہے اب یہاں پر یہہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ ج کی سطح ا سے اونچی ہے جسکے ظاہرا یہہ معنی ہوئے کہ گوشت کے اجزا اپنے سابق حالت پر نہیں آتے بلکہ دوران حرکت میں اوس حالت سے تجاوز کرجاتے ہیں اس شک کا جواب صرف اسیقدر ہے

کیونکہ ایک ایسی حالت پیدا کی گئی تھی کہ جسنے گوشت کے اجزا کو سمیٹ کر اسقدر دبایا تھا کہ جب وہ اس قید سے رہا ہوئے تو اس تیزی سے اپنے سابق حالت پر واپس آئے کہ پہلی حالت سے ایک قدم باہر ہو گئے لیکن حقیقت میں وہ فوراً ہی اپنی سابق حالت میں آجاتی ہیں - اسکی مثال ذیل کے عملی شکل سے یوں ہے کہ ایک پیتل کا تار جو تقریباً چھ انچ لمبا ہو چٹکی میں لیا جائے اور ت تک کھینچ کر لائی اور پھر چھوڑ دیجئے تو ضرور ہے کہ یہ تار آ سے ہو کر ب تک پہونچ جائیگا اور اسکے بعد پھر آ پر واپس ہوگا اور اسی مقام پر ساکت ہوگا بجنسہ یہی حالت اوپر کے غیر مستقیم خط کی بھی ہے -

یہ بھی عجیب بات ہے کہ چند ہی منٹ کے بعد یہ گوشت کا ٹکڑا بالکل بے حس ہو جاتا ہے یہانتک کہ جسقدر دنیا میں قوتیں انسان کے قبضہ قدرت میں ہیں یہ ٹکڑا کسی کا بھی احساس نہیں کرتا یعنی اب یہ حقیقتاً فنا ہو گیا اور کسی قوت کا ادراک نہیں کر سکتا یہی طریقہ دوسری چیزوں میں بھی برقی قوت کے پہونچانیکا ہے - اگر ہم ایک پودے میں برقی قوت پہونچانا چاہیں تو بجائے گوشت کے اوس پودے کو رکھ دیتے ہیں اور بالکل وہی حالت مشاہدہ ہو سکتی ہے (ملاحظہ شکل نمبر ۲ فصل دوم) اور اگر بجائے پودے کے ایک پتھر کا ٹکڑا رکھ دیا جاوے تو اوسکی بھی یہی حالت ہوتی ہے - لیکن اس میں چند دیگر انتظامات کرتے ہوتے ہیں جو اگر کسی دوسرے موقع پر بھی احاطہ تحریر میں لائے جاویں تو خود ایک مکمل کتاب ہو جاویگی اسلئے ہم اوس پر تفصیلی بحث سے معذور ہیں یہ ابتدا سے ہی ناممکن تھا کہ ہم کسی ایک نکتہ یا مضمون پر کامل بحث کر سکیں - بہرحال اب ہم نباتات پر برقی قوت کا ادراک دیکھنا چاہتے ہیں لیکن مفصل طریقہ کو قلم انداز کرتے ہیں جسکے وجوہات گذارش کر چکا ہوں - جسکے بعد میں ناظرین کو صرف نتیجہ عمل کی طرف متوجہ کرونگا - (باقی آئندہ)

سید محمد الحسنی الحسینی نونہروی

سلسلہ کیلئے **فساد محرم** ۶ ملاحظہ ہو

اسیطرح اڈیٹر صاحب وطن اخبار نجم لکھنؤ کو بایں الفاظ نصیحت کرتے ہیں دیکھو نجم جلد اول

مورخہ ۱۰ ربیع الاول شیعہ و سُنی کے مباحثے کے متعلق البتہ ہم کو مولانا ممدوح سے اتفاق نہیں وہ بیشک اسمیں کمال متانت اور احتیاط سے کام لے رہے ہیں کوئی ایسا فقرہ یا لفظ ابتک استعمال نہیں ہوا جو شائستگی کے خلاف ہو لیکن مناظرہ بہرحال مناظرہ ہے جو خواہ کبھی سلامت روی سے کیا جاوے ۔ نزاع و اختلاف کو عموماً زیادہ شدید کرنے سے خالی نہیں رہتا ۔ ہمیں ضرورت ہے اتحاد کے بڑھانے کی جو بعض مناظرہ سے نہیں بلکہ عملی نمونوں اور سلوک و خوش اخلاقی سے حاصل ہوسکتی ہے ،،

گورنمنٹ ان متعدد اخباروں کی رایوں کو دیکھ کر سمجھ سکتی ہے کہ خود اس فرقہ کے با فہم اخبار نویسوں نے انکو کئے مرتبہ سمجھایا کہ تم اس روش کو ترک کرو جس سے نزاع و اختلاف میں شدت ہوگی ۔ ضرورت ہے اتحاد کی مگر انہوں نے نہ مانا ۔ اور آخری نتیجہ اسکا یہی ہوا کہ دو سال سے لکھنو کا امن عامہ معرض خطر میں پڑا ہوا ہے ۔

اسکا جواب اڈیٹر صاحب یہی دیتے ہیں کہ شیعوں کے متعدد اخبار و رسائل کی تحریریں اسقدر برداشت نہو سکیں اسلئے یہ انتقام پر مجبور ہوئے ۔ ہم دو منٹ کے لئے اسکو تسلیم کرلیتے ہیں کہ شیعہ اخبار و رسائل کی یہی حالت تھی بلکہ اس سے بھی بدتر ۔ مگر یہ تو فرمائے کہ بات اچھی تھی یا بری ۔ اگر وہ بری تھی تو پھر آپنے کیوں اوسکی تقلید کی ۔ اور اگر اچھی تھی تو پھر آپکو اوس سے شکایت کیا ہے ۔

کیا آپنے اسپر غور کیا کہ اگر گالی کا جواب گالی سے نہ دیا جائے تو گالی بکنے والا خود خاموش ہوجاتا ہے اوسیطرح بالفرض اگر شیعہ اخبار و رسائل ایسے ہی نامہذب تھے تو آپکے سکوت سے وہ کسی نہ کسی وقت خاموش ہوجاتے پھر اونکو خاموش ہونے سے کسنے روکا

غور تو کیجئے آپکے جواب دینے سے آخر اون نزاعوں میں اور اختلافات میں ترقی ہوئی یا کمی تو صحابہ کے سب و تبرا کے اضافہ کرنیمیں کوشاں آپ ٹھہرے یا دوسرا کوئی ۔

اسکو جانے دیجئے آپ خود لکھ چکے ہیں شیعوں کو مناظرہ سے فطری شوق ہے ۔ اور سنیوں کو اس سے مطلق دلچسپی نہیں جسکے نسبت شرر صاحب بھی لکھ چکے ہیں کہ اہلسنت میں صلاحیت آچلی تھی تو آپنے اس اخبار کو نکالکر کیا نتیجہ پیدا کیا کہ اپنے فرقہ کی عام صلاحیت کو زائل کردیا اور مناظرہ

سے شوق دلایا جس سے آج آپکے اخبار میں ہزاروں مغلظات گالیاں آئمہ طاہرین کی نسبت شایع ہو رہے ہیں جنکو آپ بھی آئمہ دین سے مانتے ہیں اور اونکے فضل و شرف کا اقرار کرتے ہیں اور اونکے دشمنی کو موجب دخول نار جانتے ہیں۔ بخلاف شیعوں کے آپکے صحابہ کے نسبت تبرا کو کسیطرح مذموم نہیں سمجھتے بلکہ بقول آپکے افضل عبادات سے جانتے ہیں پھر نتیجہ کیا ہوا کہ شیعوں نے جو کام کیا عبادت سمجھکر اور آپنے جو کام کیا ضلالت و گمراہی سمجھکر و شتان

ما بینہما

خود اڈیٹر صاحب بجواب نصیحت اخبار وطن لکھتے ہیں ,,شیعہ سنی کا اتحاد قریب قریب ناممکن ہو گیا ہے سنی تو ہر وقت اتحاد کیلئے تیار ہیں مگر شیعہ ہرگز اہلسنت کی دل آزاری میں کمی نہ کرینگے خواص تو اسکو بھی برداشت کر جائیں مگر عوام کے جوش کو ایسی حالت میں کون روک سکتا ہے،،

اس تحریر سے تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ خواص اہلسنت کو ان امور کی چنداں شکایت نہیں وہ برداشت کر سکتے ہیں۔ مگر عوام کا جوش نہیں رک سکتا۔ تو اب معلوم ہوا کہ آپنے عوام کے جوش بھڑکانے کو یہ اخبار جاری کیا ہے کیونکہ خواص کو تو اسکی پروا نہیں تو اب گورنمنٹ سمجھ سکتی ہے کہ اس فساد کا بانی زیادہ تر یہی اخبار ہے جو عوام کے جوش بھڑکانے کو اخبار نکال رہا ہے۔

حق یہ ہے کہ خواص اہلسنت اصلی راز سے بخوبی واقف ہیں کہ یہ مذہب قرآن و حدیث سے ہر طرح باطل ہے۔ خلفائے بحکم خدا و رسول خلیفہ ہوئے نہ اونکی خلافت جائز تھی اور اونکو وہ آیتیں اور حدیثیں بھی معلوم ہیں جنمیں لعن کی تصریح ہے۔ اسلئے وہ تو خاموش رہتے ہیں کہ اگر شیعہ لعن کرتے ہیں تو بحکم خدا و رسول۔ بخلاف عوام کے جو ان اصلی حالات سے واقف نہیں لہذا وہ جوش میں آجاتے ہیں۔ لہذا علما و عقلا کا فرض یہ ہونا چاہیے کہ جہانتک ہو سکے اس جوش بیجا کو دبائیں۔ اسلئے ہزاروں کتابیں فضائل و مناقب اہلبیت اطہار میں تصنیف ہوئیں کہ عوام ان آیات و احادیث کو دیکھکر دبے رہے ہیں۔ مگر اڈیٹر کا مقصود چونکہ اسکے خلاف تھا لہذا اونہنے یہ اخبار جاری کیا کہ عوام کے جوش میں ترقی

ہو اور نزاع و اختلاف پیدا ہو کہ اونکو منافع دنیوی ہو۔ ورنہ کون کہ سکتا ہے کہ مولوی انشاء اللہ صاحب اڈیٹر وطن میں غیرت نہیں مسٹر عبد الحلیم شرر میں عزت نہیں جو شیعوں کے ان حملات کو برداشت کرتے ہیں۔ اور یہ ایسے غیرت دار ہیں کہ انہیں مطلق برداشت کی تاب نہیں۔ مگر اصل تو وہی ہے۔

ع مطلب سعدی دیگر است۔

اب میں ابتدائی فہمائشوں کو نہیں چھوڑتا ہوں اور اڈیٹر صاحب وطن کے اس فقرہ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ وہ بیشک آہیں (مناظرہ میں) کمال متانت اور احتیاط سے کام لے رہے ہیں کوئی فقرہ یا لفظ اب تک نہیں استعمال ہوا جو شائستگی کے خلاف ہو۔ کیونکہ آج خود سنی ملک میں عام طور پر زیادہ اسکی پابندی ہے کہ تحریر لکھنؤ عام طور سے خارجیت پھیلا رہا ہے۔

خود اصلاح ۱۹۱۰ء میں چودھری ظہور احمد اللہ صاحب حنفی ساکن شاہ آباد ضلع ہردوئی کا ایک مراسلہ شایع ہو چکا ہے جسمیں اونہوں نے نہایت وضاحت سے انکی خارجیت کو لکھا ہے اور علماے اہلسنت سے اسکا جواب بھی مانگا مگر آجتک دیوبند سہارنپور لکھنؤ کہیں سے جواب اسکا نہ آیا حالانکہ اونہوں نے لکھا تھا کہ اگر جواب نہ ملا تو ہم شیعہ ہو جائینگے۔

رسالہ شیعہ میں چند جملے اس اخبار کے نقل کئے گئے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ کہاں تک خارجیت کو پھیلا رہے ہیں۔

اودھ اخبار میں متعدد مراسلے اس مضمون کے شایع ہوئے کہ یہ اخبار خارجیت کو بڑھا رہا ہے جسکا ایک مراسلہ انہوں نے نقل بھی کیا اور جواب بھی دیا۔

ان سب کو جانے دیجئے خود اڈیٹر صاحب کا خاص حصہ مناظرہ مورخہ ۲۲ شوال ۱۳۲۵ھ ملاحظہ فرمایئے جسمیں وہ لکھ رہے ہیں۔

غالباً ناظرین رہنجم، تعجب کرینگے جب اس خبر کو سنینگے کہ لکھنؤ کے بعض کم فہم سنیوں نے جو شیعہ مولویوں کے جال میں گرفتار ہو چلے تھے۔ یا شاید اب بھی ہوں صفات ائمہ شیعہ کے مضمون کو دیکھکر کہا کہ روایت منقولہ سے حضرت علی مرتضی کا دیوث ہونا لازم نہیں آتا جب مجھے ان سنی نادانفون کے اس قول کی خبر ملی۔ ۔ اور بڑے زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ شیعوں کی منقولہ روایت سے شیعوں کے علی کا دیوث ہونا اس وضاحت

کے ساتھ ثابت کرو وہ نگا ۔۔ مگر ان سنی نما دوستوں نے کسی طرح اسکو منظور نہ کیا اور مجلس رقص و سرود سے اٹھکر علم اور علما کی محفل میں آنا کسیطرح گوارا نہ کیا ۔۔ الغرض جب وہ سنی نما دوست کسی طرح مرد میدان بننے پر راضی نہوے تو بعض احباب کا اصرار ہوا کہ انکے شبہہ کا جواب بذریعہ تحریری دیا جائے ۔۔

اب میرا روئے تخاطب اڈیٹر صاحب وطن سے ہے کہ اصلیت اور غیر اصلیت سے بحث نہیں ۔ بلکہ صرف یہ سوال ہے کہ جو شخص کسیطرح ہو کسی حیثیت سے لفظ دیوث کو حضرت علی کی نسبت استعمال کرے اوسکی نسبت کیا ایکا یہ قول صحیح ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا فقرہ یا لفظ نہیں استعمال ہوا جو شائستگی کے خلاف ہو ۔۔۔

آپ چونکہ سمجھدار ہیں اسلئے گذارش ہے کہ اہلسنت انبیا کو عموماً اور جناب رسالتمآب کو خصوصاً غیر معصوم اور خاطی سمجھتے ہیں اور شیعہ اونکو معصوم و غیر خاطی ۔ تو کیا وہ دو شخص ہو جائینگے سنیونکے رسول اللہ دوسرے اور شیعونکے دوسرے ۔ اور اسوجہ سے حق ہوگا کہ جن لفظوں سے چاہے فریقین رسول اللہ کو یہ کہکر یاد کرے شیعونکے رسول اور سنیونکے رسول

میں آپسے یہ بھی سوال کرتا ہوں کہ شیعہ تو عموماً بلوگ نامہذب الفاظ کا استعمال کرنیوالا لکھتے ہیں کیونکہ وہ بیشک تبرا کرتے ہیں اور تبرا کو آپ برا سمجھتے ہین مگر کسی شیعہ کی تحریر میں آپ یہ لفظ حق خلفا دکھا سکتے ہیں؟ حالانکہ یقیناً شیعونکو اونسے کسیطرح کا حسن عقیدت نہیں ۔ جو فقرات ہمنے نقل کئے ہیں اونسے آپکو یہ بھی تو معلوم ہوگا کہ ہمنوں نے خود سنیونکو اس سے رنج ہوا جب پر اڈیٹر صاحب نے اونکو سنی نما دوستونکا خطاب دیا ۔

میں البتہ الفاظ یا ایسے مضامین کا کوئی جواب دینا نہیں چاہتا کیونکہ جو شخص ایسے کلمات کہتا ہے بالکل وہ خود توشہ آخرت جمع کر رہا ہے ۔ خدا اوسکے انتقام لینے کو کافی ہے اور ہمارے پاس تو ایسے الفاظ ہی نہیں جنسے اسکا جواب دیا جائے نہ اسکی ضرورت ہے کیونکہ دنیا کو اس واقعہ کی اصلیت معلوم ہے جسپر ایک زمانہ میں یہ حکم لگایا گیا تھا کہ جو شخص ایسی روایت کہے وہ رافضی ہے ۔ اور اب اس دیدہ دہی سے اوسکی تصدیق کی جاتی ہے ۔ مگر ہماری یہ عرض صرف یہ ہے کہ آپ حضرات اڈیٹران اخبار و رسائل ملاحظہ کریں کہ آپ کے ہم مذہب

اڈیٹر کس قسم کے الفاظ ایسے مقدس اشخاص کی نسبت استعمال کر رہے ہیں جنکی محبت دولا کو آپ حضرات بھی زبانی ذریعہ نجات جانتے ہیں۔

آپکو بھی یاد ہوگا کہ اصلاح میں ایک مضمون سلطان معظم کے باقاعدہ ازدواج نہ کرنے پر نکلا تھا جسپر آپنے کیسی برہمی دکہائی تھی۔ حالانکہ وہ فقرہ خود آپکی خاص تصنیف سے لکھا گیا تھا اور اسکے نتائج اور تاثیرات البتہ نامہ نگار کی طرف سے تھے۔ مگر افسوس اس قسم کی تحریریں دیکھکر بھی آپکے ایمان میں جوش نہ آیا کہ کم سے کم ایک نوٹ تو اسپر لکھتے اور بتاتے کہ اس قسم کی تحریر منافی مذہب اہلسنت ہے یا موافق کہ کم سے کم پبلک کا رفع شبہہ تو ہو جاتا۔ اور اگر ایسے الفاظ کے استعمال میں کوئی ثواب ہوتا تو آپ کو بھی کچھ حصہ ملتا۔

بہر حال جبتک یہ سحر بیانی صفحۂ قرطاس پر تھی جس سے اہلسنت کا ایمان تازہ ہوتا تھا اگر آپ خاموش رہے تو خیر۔ مگر اب تو نظر اوٹھا کر دیکھیے یہ تحریریں کیا رنگ لا رہی ہیں کتنے شیعہ۔ سنی اس سال کٹ مرے۔ کتنے روپیوں کا طرفین سے مقدمہ بازی میں خون ہوا کتنے شیعہ۔ سنی جیل گئے کیا اب بھی آپکو جوش نہ پیدا ہوگا اور ایسی فتنہ انگیز تحریرنکو نہ روکینگے جس سے یہ خونریزی ہو رہی ہے۔ (باقی آیندہ)

رقابت یا شرافت ۔ نہ عداوت بود نہ دشمنی ۔ درمیان ست پائے ہمضی معاصرت کی رقابت کا نتیجہ صرف اسیقدر ہونا چاہیے جیسے غالب مرحوم نے اس شعر میں ادا کیا ہے نہ یہ کہ اخبار **اہل فقہ** کی چند روزہ پریشانیو نپر اخبار اہلحدیث کا یہ زہر اوگلنا جو لکھتا ہے "اخبار اہلفقہ کئی روز ہوئے تقریبًا چار یا پانچ ہفتوں کے بعد آیا تھا غالبًا اپنے قدردانوں کی ناقدری سے مالی مشکلات میں مبتلا چند روز ہوئے ہیں اسکے مربیوں نے باہمی چندہ کرکے اس حامی دین وملت کو زندہ رکھنے کی کوشش کی ہے" اہلحدیث مورخہ ۱۹ جمادی الاول

ہم نہیں سمجھتے یہ مضمون کس قسم کا ہے۔ ممکن ہے آپکو حضرت غنی کی دولت لازوال ملگئی ہو جس سے آپکو کوئی مشکل پیش نہ آتی ہو ورنہ تمامی اڈیٹران اخبار اسمیں مبتلا ہیں اور ناقدری پر روتے رہتے ہیں مگر ایسے امور پر مضحکہ کرنا شرافت کے خلاف ہے۔

اڈیٹر اخبار اہل فقہ برابر لکھ رہا ہے کہ ہم بیمار ہیں اور اسوجہ سے کوئی کام نہیں ہو سکتا مگر

آپکو باور نہیں آتا اور اوسکی مالی کمزوریوں پر شماتت کر رہے ہیں۔ کیا ایسی ہی تحریروں سے حریف پر غلبہ ہوتا ہے تعجب ہے
آپ اپنے برادر عینی یا علاتی تحفہ لکھنؤ کو نہیں دیکھتے کہ سال بھر سے زیادہ ہوا ایک پرچہ بھی کبھی وقت
پر نہیں شایع ہوتا۔ اور شایع بھی ہو جاتا ہے تو اسطرح کہ معمولی چار ورق پر ۱۲ لکھدیا کہ معلوم ہو پرچہ دو تاریخ کا
ہے حالانکہ ایک تاریخ کا بھی پورا نہیں ہوتا۔ ۲۰ جمادی الاول کا پرچہ ۱۲ جمادی الثانی کو آتا ہے اور کبھی کبھی بکو
اوسکی شہیر نہیں نظر آتی۔

ہاں آپکی اس شماتت حاسدانہ سے یہ ضرور معلوم ہوا کہ اب عام طور سے خارجیت کو نشو و نما ہے
کیونکہ اہلسنت کی اگر قدردانی نہیں ہوتی تو اسی وجہ سے کہ وہ **ناصبیت** سے علیحدہ رہتا ہے۔
ورنہ تحریریں اوسکی **وہابیونکے** مقابلہ میں تو ایسی چست ہوتی ہے کہ وہابیونکا دل جانتا ہوگا۔
اڈیٹر اہلحدیث سے ہمکو امید ہے کہ وہ **شریفانہ** اور **غیورانہ** روش اختیار کرینگے اور اپنے حریف
کی ایسی کمزوریوں پر شماتت نہ کرینگے۔ شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود۔

ہاں چونکہ سواد اعظم کا خطاب حنفیونکو ہی ہے لہذا اونکو مناسب ہے کہ اپنے مذہب اور اپنے **اخبار**
کی قدر کریں اور کم سے کم اس قسم کے دلخراش طعنوں سے تو اپنے قومی **اخبار** کو محفوظ رکھیں **ع**
جراحات السنان لہا التیام ۔ ولا یلتام ما جرح اللسان ۔

ہمارے لئے ترئی و کدو۔ برابر ہیں مگر حنفی اسکے مدعی ہیں کہ اونکے امام اعظم شاگرد جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام تھے۔ اور وہابیونکے امام اعظم ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق علیہ
السلام کو مناسب تھا کہ وہ بخاری و زہری و محمد بن جریر طبری وغیرہ کی شاگردی اختیار کرتے ببین
تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا۔ کیونکہ یہ وہابی وہی ہیں جنہوں نے روضہ رسول کو منہدم کرنا چاہا۔
حضرت کے روضہ اقدس کو صنم اکبر کا خطاب دیا۔ اور کربلائے معلے و نجف اشرف کے تباہ کرنے پر آمادہ رہے
لہذا شیعہ و سنی کی متحدہ قوت سے ان خوارج کا دفع لازم ہے۔

التقریظات

توحید الائمہ

ہمارے فاضل دوست ملا فاضل ممتاز الافاضل خیر الاقران والاماثل جناب مولوی سید محمد ہارون
صاحب دام علاہ مدرس عربی اسکول دہلی کی تازہ تصنیف ہے جسپر جتنا ناز و فخر کریں کم ہے۔

کیونکہ یہ صرف زاد آخرت ہی نہیں ہے جس سے وہ مدارج اعلیٰ پر فائز ہونگے۔ بلکہ اس سے ممدوح کی اس غیرت اسلامی اور قومی ہمدردی کا پتہ چلتا ہے جو خدا وند عالم نے اونکے دل میں ودیعت کیا ہے کیونکہ جب عام طور سے مدعیان اسلام کی توحید بدنام ہو رہی ہے کہ خود اہل اسلام عقاید ابو الحسن اشعری سے نالاں ہو رہے ہیں کہ اسنے اسلامی توحید کا ستیاناس کیا۔ اور دوسری طرف آریہ اور نیچری اپنے ضلالت انگیز عقاید کو اس طرح پھیلا رہے ہیں کہ سارے عالم پر اوسکا جلوہ نمایاں ہو رہا ہے۔

اس ہنگامہ محشر خیز میں جناب ممدوح نے اس کتاب لاجواب توحید الآئمہ کو اردو ملیس زبان میں شایع کیا جسمیں زیادہ تر حدیث مفضل اور حدیث اہلیلج کا ترجمہ ہے جو حدیث کا ہے کو بلکہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا وہ مسلسل کلام ہے جو حضرت نے اپنے ایک بزرگ صحابی مفضل سے فرمایا۔ اور ایک حکیم دہریے کے سوالات کا ایسا تشفی بخش جواب دیا کہ وہ لاجواب ہو گیا۔

اس کتاب کا نفع مومنین کو صرف یہی نہیں ہے کہ اونکا ایمان تازہ ہوگا۔ بلکہ حکمت کے ایسے ایسے نئے اور دقائق معلوم ہونگے جنکی بڑے بڑے فلاسفروں کو بھی اطلاع نہیں۔ اور توحید خداوند عالم پر ایسا پختہ ایمان ہوگا کہ پھر تزلزل نہ ہو سکے۔

مگر سب سے زیادہ نفع اہل سنت اور آریوں کو ہوگا جو مدعی توحید تو ضرور ہیں مگر اصل توحید سے بیگانہ ہیں کہ اوسکو توحید ہی نہیں کہہ سکتے۔

لائق مصنف اگر شرح حدیث میں کچھ زیادہ محنت کرتے یا کم سے کم کتابوں کا نام بھی لکھدیتے جس سے اصل حدیثیں ماخوذ ہیں تو زیادہ مفید ہوتا اور اسکی ضرورت نہ ہوتی کہ آخر میں اون حروف اشارہ کی توضیح کرنی پڑی جو اصل کتاب بحار الانوار میں لکھے ہوئے تھے۔

باایں ہمہ چھپائی لکھائی اور کاغذ بھی اعلیٰ درجہ کا ہے مگر افسوس کہ حروف بہت باریک ہیں جس سے ۲۰۴ صفحہ پر یہ کتاب تمام ہوئی ہے قیمت ارزان ہے۔ سید زوار حسین و محمد اسلام مسیح لواجا بدعلی خان کشمیری دروازہ دہلی سے طلب فرمائے۔

حیات انیس

یہ بھی تماشائے قدرت ہے کہ جس میر انیس مرحوم کا پڑھنا سننے کو اسطرح مومنین اومنڈتے تھے کہ بڑے بڑے عالیشان مکانوں میں تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی ۔ وہی انیس ۔ آج اس عالم میں آگیا کہ

نہ اوسکی کوئی نامی یادگار رہے - نہ کوئی عمدہ مقبرہ بلکہ ایک گمنام تنگ مکان کے تنگ لحد میں وہ سو رہا ہے جسکو خود لکھنو والے بھی نہیں جانتے کہ وہ مداح **اہلبیت** کہاں ہے - نہ اونکی اولاد کو کسی ایسی یادگار کا خیال آیا جس سے اونکی شان کی رفعت نمایاں ہوتی - نہ اوس معزز قوم کو جسمیں ایسے قابل قدر شاعر نے وجود پایا - حالانکہ ہم دیکھ رہے ہیں کیسے کیسے اشخاص کی یادگاریں قایم ہو رہی ہیں جنکے وجود اور نسبت سے اسلام کو شرمندگی ہوتی ہے -

میر انیس مرحوم نے جس اخلاص نیت سے مدح امام حسین مظلوم شہید کربلا لکھی تھی اور تمام عالم میں فضائل اہلبیت کو مشہور کیا تہا - اس خدمت کا معاوضہ خدا پر لازم تھا کیونکہ امام حسینؑ کی شہادت محض احیاء دین کے لئے تھی نہ کسی ذاتی غرض اور ذاتی منفعت کیلئے - اسی لئے خدا نے میر انیس صاحب مرحوم کو آج دنیا میں بھی بعد مردن وہ اعزاز عطا فرمایا کہ کم کسیکو نصیب ہوتا ہے کیونکہ اونکی دو مستقل کتابیں میر انیس مرحوم کی سوانح عمری میں ایسی شایع ہوئی ہیں جن سے میر صاحب مرحوم کے وہ کمالات ظاہر ہو رہے ہیں جو پہلے مخفی تھے -

ایک **موازنہ انیس و دبیر** جو مولوی شبلی صاحب کی تصنیفات سے - دوسری **حیات انیس** جو مولوی امجد علی صاحب اشہری کی تصنیفات سے ہے

ان دونوں کتابوں کے مصنف علمائے اہلسنت سے ہیں جنہوں نے میر صاحب مرحوم کے کمالات شاعری پر ایسی بحث کی ہے کہ دنیائے تمام شاعروں سے میر صاحب کا درجہ بڑہا دیا جسے ہم کسیطرح مبالغہ نہیں سمجھتے بلکہ کلمہ حق ہے جو انکی زبان اور قلم سے جاری ہوا -

حیات انیس مولوی امجد علی صاحب اشہری کی تازہ تصنیف ہے جسمیں مولوی صاحب نے جناب میر انیس صاحب مرحوم کی سوانح عمری بھی لکھی ہے اور خاندانی حالات بھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب مرحوم صرف شاعر ہی نہ تھے بلکہ خداوند عالم نے ابتدائے عمر ہی سے آپکو وہ کمالات عطا فرمائے تھے کہ اپنی آپ نظیر تھے -

حیات انیس کے مولف نے میر صاحب مرحوم کے اون خصائل و عادات اور حرکات و سکنات کو بھی پوری تحقیق سے لکھا ہے جو میر صاحب مرحوم کی زندگی کے اہم واقعات سے ہیں مگر افسوس کہ تاریخ و سنہ وغیرہ کا پتہ نہ لگا سکے

حیات انیس میں جناب میر انیس صاحب مرحوم کے صرف وہ کمالات شاعری نہیں دکھائے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب کی شاعری کس پایہ کی تھی اور یہ پڑھنا کس قاعدہ کا۔ اور طرز ادا کا کیا عنوان تھا بلکہ یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ اردو۔ فارسی۔ عربی۔ انگریزی میں کوئی شاعر نہ ایسا نامی گذرا ہے نہ اس طرح تمامی محاسن کا جامع۔ بلکہ ہر صفت کمال میں وہ جوہر فرد تھے۔

حیات انیس سے خود مصنف کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ علم ادب میں کیسا کمال رکھتے ہیں اور کیسا ذوق صحیح ملا ہے۔ اسکے ساتھ چھپائی لکھائی۔ کاغذ بھی ایسا ہے جو اس کتاب کے مناسب تھا کہ منظر بھی نہایت خوش نما ہے۔

جن لوگوں نے میر انیس صاحب مرحوم کو نہیں سنا ہے ان کو بھی اس کتاب کا دیکھنا اپنے پاس رکھنا نہایت ضروری ہے کہ معلوم ہو مداح اہلبیت کس شان کے ہوتے ہیں۔

ان خوبیوں پر قیمت ۲ سید مظفر علی صاحب خلف مولوی امجد علی صاحب اشہری سے بہ نشان بنگلہ آنریبل مولوی سید علی حسین صاحب ممبر آف کونسل ریاست اندور طلب فرمائیے۔

آل انڈیا شیعہ کانفرنس

الحمد للہ کہ معراج ترقی کے زینے ہم بھی طے کر رہے ہیں۔ سنہ گذشتہ کا جلسہ شیعہ کانفرنس سب کے پیش نظر ہے کہ کس کامیابی سے لکھنؤ میں منعقد ہوا تھا اگرچہ پہلے سے کوئی معقول تحریک ہوئی تھی نہ کافی انتظام تاہم اس خوش اسلوبی سے اسکے جلسے انجام پائے کہ مخالف و موافق کی زبان سے نعرہ تحسین بلند ہوا اور اس کامیابی اور خوش انتظامی سے اسکے جلسہ ہوئے کہ سبحان اللہ

اب دوسرے جلسہ کی خوش صدا آرہی ہے کہ پھر وہی جلسہ لکھنؤ میں بھی امسال بماہ ذیقعدہ قایم ہوگا جسکی تاریخیں ۲۹-۳۰-۳۱ دسمبر مقرر کی گئی ہیں کہ زمانہ بھی مناسب ہے فصل بھی موزوں ہے۔

لہذا جملہ مومنین پر لازم ہے کہ اپنے اس قومی کانفرنس کی شاندار بنانے میں ایسی کوشش کریں کہ تمام عالم کو معلوم ہو جائے شیعیان حیدر کرار مردہ قوم نہیں ہے بلکہ وہ زندہ قوم ہے کہ اسلام کا اگر نام قائم ہے تو اسی قوم سے ایمان کی روح تازہ ہے تو اسی معزز قوم سے خدائے وحدہ لا شریک لہ کا اگر سچی پرستش کوئی کرتا ہے تو یہی قوم

اس کانفرنس کی ممبری کی فیس ۵ ہے جس ممبروں کو جلسہ میں رائے دینے کا حق ہوگا کانفرنس کا مہمان ہوگا حقوق مہمانداری علماء کرام ادا کرینگے کیونکہ وہی اس کانفرنس کے بانی ہیں اور وہی مربی پھر اس سے بڑھکر کیا فخر ہو سکتا ہے کہ علماء کرام آپکی خدمت کریں اور آپکو مہمان بنائیں۔

وزیٹری کی فیس ۲ ہے جس سے رائے دینے کا حق تو نہوگا مگر اپنی قوم کی عظمت او رجبروت کا بخوبی نظارہ کر سکتے ہیں اور علماء کرام کی زیارت سے مشرف ہونگے۔

فیس ممبری اور وزیٹری جہانتک جلد ہو سکے بنام سکرٹری شیعہ کانفرنس آ جانا چاہئے اور تاریخ معین پر شریک جلسہ ہوکر قوم کی اصلاح و فلاح میں کوشش کرنی چاہئے۔

سکرٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس مولوی علی غضنفر صاحب مع اپنے شرکا کے بہت جلد ممبران شیعہ کانفرنس کے یہاں تشریف لیجا نیوالے ہیں۔ ابتدا پہلے پنجاب اور سندھ سے ہوگی اور تمامی ہندوستان کا دورہ کرینگے لہذا جہانتک جلد ہو سکے مومنین درخواست ممبری مع فیس روانہ کریں۔ اور جہاں جہاں سکرٹری صاحب تشریف لیجائیں وہانکے علماء اور عمائدین کو ہر طرح کی امداد لازم ہے کہ تعداد ممبران اور شرکاء جلسہ میں بہ نسبت سال گذشتہ اضافہ ہو کیونکہ پہلے جو کچھ کیا نا واقفیت او بیخبری میں۔ اور اب تو فضل خدا سے اس کانفرنس کا ذائقہ چکھ چکے ہیں اسکے آثار اور برکات دیکھ چکے ہیں۔ لہذا اس دفعہ پوری کوشش اور سرگرمی سے توجہ لازم ہے۔

ممبران شیعہ کانفرنس سے ہمکو امید ہے کہ آپ جہاں قوم کے اغراض و ضروریات سے واقف ہیں وہاں آپکو یہ بھی معلوم ہے کہ غیر قومیں کیا کر رہی ہیں۔ اور ہم کس درجہ غافل ہیں لہذا آپکا فرض ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنے اس قومی جلسے کے کامیاب اور شاندار بنانے میں ایسی کوشش کریں کہ سکرٹری صاحب کو وہاں جانیکی ضرورت ہی نہو جہاں آپ اپسے معززین ممبران کانفرنس قیام پذیر ہیں۔ کیونکہ روئیداد شیعہ کانفرنس آپ دیکھ چکے ہیں جس سے معلوم ہوا کس قدر مصارف ہوئے لہذا آپکی کوشش اسمیں ہونی چاہئے کہ کانفرنس کے سرمایہ میں ترقی ہو اگرچہ اسوقت کوئی سرمایہ نہیں بلکہ مقروض ہے اور مصارف میں کمی۔

العوالم الاسلامیہ

ایران اور شاہنشاہ ایران سے ہماری ہمدردی نہ اس اصول پر ہے کہ ہم اونکو خلیفہ سمجھتے ہیں

یا امیر المومنین نہ اس حیثیت سے کہ وہ ہمارے روحانی پیشوا ہیں کیونکہ اس قسم کی ہمدردی تو ہمارے مخالفین کو ہوتی ہے سلطان روم سے جنکو وہ امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کا لقب دیتے ہیں۔ بلکہ ایران چونکہ ہمارا ہم مذہب ہے اور ہم قوم ہے اسلئے فطرۃً اونکے حسن و خوبی سے ہمکو مسرت ہوتی ہے اور قومی ہمدردی۔ اور خرابی و تباہی سے رنج و ملال

ایران کے حالات ایک عرصہ سے اسدرجہ خطرناک ہو رہے ہیں کہ ہم تو اونکے ہم قوم ہی ہیں اغیار کو افسوس ہوتا ہے اور دشمنوں کو بھی رحم آرہا ہے جو انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے مگر چارہ کیا ہے فرق ہے تو اسقدر کہ سلاطین یورپ جو بالکل غیر ہیں۔ وہ شاہ و رعایا کی اصلاح میں کوشاں ہیں اور کسیطرح ناجائز فائدہ اوٹھانا نہیں چاہتے۔ مگر سلطان روم ابتدا سے اس کمزوری سے فائدہ اوٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں گو بجز حرمان آجتک کچھ نصیب نہوا کیونکہ روس و انگلستان کا معاہدہ ایسا قوی ہے کہ ایک قدم آگے بڑھنے نہیں دیتا بجز اسکے کہ سلطان کا کچھ ناحق خرچ ہوا اور رعایا ایران کچھ ناحق قتل ہوں جنکا خون سلطان روم کے نامہ اعمال میں لکھا جاے اور قیامت تک یہ بدنامی انکے نام رہے

سرحدی شورشیں تو اب عام سکون میں ہیں جتنے ناحق خون ہونے تھے۔ رعایا ایران کے ہو چکے جتنا مال لوٹنا تھا لوٹ چکے۔ سلطانی فوج پڑی ہوئی ہے اور دول یورپ سے سلطان بلطائف الحیل کام کر رہے ہیں مگر نہ تاب ماندن نہ پاے رفتن۔

شاہ ایران محمد علی شاہ اصلح اللہ حالہ و عافاہ اندنوں نشہ جوانی اور غرور حکمرانی میں اسدرجہ سرشار ہیں کہ نہ اونکو دن معلوم ہوتا ہے نہ رات۔ جتنے قصے کہانیاں ہمنے بچپنے میں سنی تھیں کہ فلان بادشاہ یون سر اوڑا دیا اسطرح فلان کا گھر لوٹ لیا شہر کو تباہ کیا ملک کو ویران کر ڈالا۔ اگرچہ بچپنے میں کیسے ہی ڈراونے معلوم ہوتے تھے۔ مگر جیسے گورنمنٹ انگلیشیہ کے زیر سایہ عاطفت ہماری آنکھیں کھلیں اور ہوش سنبھالا اس قسم کے واقعات کو بڑے بوڑھوں کا قصہ سمجھا گئے اور جسطرح جن و دیو کے قصے صرف دماغ پر ایک بوجھ ڈالنے والے تھے اوسیطرح یہ واقعات ناممکنات سے معلوم ہوتے تھے کیونکہ ہمنے جو آنکھ کھولکر دیکھا تو نہ گھر ویران ہوتے نظر آتے ہیں نہ کوئی بلا وجہ گرفتار ہوتا ہے۔

مگر محمد علی شاہ نے اس سنہ ۱۳۲۶ ہجری میں اپنے افعال و اعمال سے بتا دیا کہ تم جسے ناممکن یا بعید از قیاس خیال سمجھتے تھے دیکھو ہم اوسکی کسطرح تصدیق کرتے ہیں۔ ان واقعات سے ہمکو سمجھنا چاہئے

کہ جو واقعات گذر چکے اور جو حکایات تم سنتے آئے اونمیں کوئی بھی بے اصل نہیں ہماری سی لاکھوں سلاطین گذرے ہیں جنکے اعمال نہ صرف کتب تواریخ میں درج ہیں بلکہ ہزاروں فسانہ گو کے نوک زبان ہے

۷ جولائی کا تار مظہر ہے کہ تبریز میں جو درمیان طرفداران سلطنت اور ہوا خواہان پارلیمنٹ لڑائی ہوئی اوسمیں بارہ ہزار اہالی تبریز سے مارے گئے العظمۃ للہ۔

۲۳ جون کی خبر اخبارات لندن یہ شایع کرتے ہیں کہ طہران میں ۸۰۰ ایرانی پارلیمنٹ کے گرد شہید کیے گئے کشتوں سے انبار لگا ہوا تھا۔

۹ جولائی کی خبر ہے کہ تبریز کا فساد روبترقی ہے قحط کی زیادتی نایابی اور بھی اس فساد کو [illegible] بازار سب بند ہیں۔ رعایا کا بمخالفت سلطنت ہجوم ہے مسجدیں مملو ہو رہی ہیں۔

تحفۃ الاسلام [illegible] آقا سید محمد صاحب طباطبائی اور [illegible] آقا سید عبداللہ صاحب بہبہانی [illegible] حافظ تہذیب سے [illegible] اور رعایائے ایران کے پشت پناہ سلطنت مشروطہ کے حامی۔ ان ظالموں کے ہاتھ سے [illegible] مصیبت میں مبتلا ہیں۔ دونوں بزرگوار کو علی و زنجیر سے مقید کر کے بکمال بے احترامی شاہ کے پاس لائے۔ اور شاہ نے قید کا حکم دیا

خود شاہ کی ہوئی یاخانہ نے اسوجہ سے کہ اونکا مکان بھی غارت کیا گیا تھا خودکشی کر لی۔

۹۔ اوڈیٹران حبل اور دو قومی لیڈر انگریزی سفارتخانہ میں پناہ گزین ہیں۔

شاہی فوج۔ سفارتخانہ انگریزی کے گرد مسلح محاصرہ کیے ہے جس سے انگلستان میں تخت تشویش پھیلی ہے ملک معظم اڈورڈ ہفتم اور شاہ ایران میں مراسلات جاری ہے۔

سر اڈورڈ گرے وزیر خارجہ انگلستان نے بجواب مسٹر سالن بیان کیا کہ دولت "[illegible] سلطنت ایرانمیں خط و کتابت ہو رہی ہے اسکے نسبت کہ سفارتخانہ کے محاصرہ میں سخت [illegible] دولت انگلستان کی ہوتی ہے جہانتک یہ مقدمہ معتبر ہوا دولت روس نے بھی نہایت سختی سے اسکی تائید کی ہے اور [illegible] شاہ ایران کو بہت جلد معذرت کرنا چاہیے

سر اڈورڈ گرے وزیر خارجہ نے بیان کیا کہ ہمنے ایک معذرت نامہ تیار کیا ہے جسے چاہیے کہ شاہ ایران بذات خود سفارتخانہ انگریزی میں پیش کریں۔ اور معذرت خواہ ہوں ورنہ یہ قصہ طے نہو گا۔

حبل المتین رقمطراز ہے کہ اس سے بڑھکر دولت ایران کی کیا ہتک حرمتی ہو سکتی ہے کہ [illegible] اسپر مجبور کیے جاتے ہیں یہ سب نتیجہ ہے شاہ کی ناتجربہ کاری و بے تدبیری کا

خوراک ایک ماشہ یا دو ماشہ قیمت فی شیشی عہ

عرق سنتوج ہندی مقوی معدہ کاسر یاح و ہاضم ہی قیمت فی بوتل عہ

حبوب مقوی معدہ کاسہ ریاح نفخ کو دور کرتا ہی قیمت فیدرجن ۱ر

روغن موون بچونکی پسلی مین آپ یا ہنسہ مرض مین کنہار بچون مفید ہی قیمت فی تولہ عہ

روغن مقوی باہ جسکے استعمال سی قوت اصلی عود کر آتی ہی قیمت فی تولہ

سفوف جوالات جوالکے زخم کو دور کرتا ہی قیمت فی تولہ ۴ر مقدار خوراک ۳ ماشہ

سفوف جریان جریان مین رطوبت سفید جو پیشاب کے قبل یا بعد آتی ہے اس مرض کیوجہ سی کمر اور پنڈلیون وغیرہ مین درد پیدا ہو جاتا ہی اور جوانی کو خاک مین ملا دیتی ہی مرد و عورت دونون اسکی مصیبت مین مبتلا رہتی ہین قیمت فی تولہ ۴ر مقدار خوراک ۳ - ۲ ماشہ

دوائی حمول نسوان کو جو رطوبت آتی ہی جسکے سبب وہ مثل بیمار زرد رہتی ہین اور با اولاد ہونے سے بھی محروم رہتی قیمت فی تولہ ۱ر و ۱ر

حب مصفی خون جوانی مین نا عاقبت اندیشی سے اکثر یہ مرض پیدا ہو جاتا ہی قیمت نمبر اول فیدرجن ۸ر و نمبر دوم فی درجن ۴ر

عرق عشبہ تمام اقسام کے فساد خون کو دور کرتا ہی قیمت فی بوتل عہ

معجون دافع اختناق الرحم دنیا کی بہت کم عورتین ہین جو اس مرض سی بچی ہون قیمت فی تولہ کم مقدار خوراک چھ ماشہ سی ایک تولہ تک

ناس جو بر وقت دورہ اختناق الرحم استعمال کیجاتی ہی قیمت فی تولہ

حمول دافع اختناق الرحم قیمت فی تولہ ۴ر

حب لرزہ جو قبل آدہ گھنٹہ لرزہ کے کہلائی جائے اگر بعد تپ کے بھی ہو تو زیادہ نافع ہی دو دن یا تین دن کے استعمال سی لرزہ بالکل دور ہو جاتا ہے - قیمت فی درجن ۳ر

حبوب تپ بلغمی دسو داوی اور عام تپون کو بھی مفید ہی ضعف کی وجہ سی قبل جسکے استعمال کرنا چاہیے ایک گولی بچونکو اور دو گولیان بڑونکو قیمت فی درجن ۲ر

حبوب دافع اورام شکم اطفال کو خصوصاً اور جملہ اورام کو عموماً اور کرم شکم کو بھی نافع ہین خوراک ایک گولی بچون کو اور دو گولیان بڑونکو قیمت فی درجن ۲ر

روغن ناسور اسکے استعمال سے ناسور بہت جلد ظاہر ہو کر اچھا ہو جاتا ہے قیمت ایک شیشی معہ اونس کی عہ

مرہم داخلیون یہ مرہم جلا اور رم کو بہت مفید ہی علی الخصوص مرض مذکور لئے مجلل

کو بچونکے لئے زیادہ نافع ہی اور جلد تحلیل کرتا ہی قیمت فی تولہ ۸ر

مرہم جو بڑی زخمونکو عموماً اور خصوصاً ان زخمونکو جو جوانی مین بے احتیاطی سی پیدا ہو جاتے ہین مفید ہی قیمت فی تولہ ۴ر

عرق خضاب جو عرق برش سی استعمال کیا جاتا ہی اور چند منٹ مین بال سیاہ ہو جاتے ہین اور اتفاقاً جلد پر کچھ سیاہی لگجائے تو دوسرا عرق پانچ منٹ بعد استعمال عرق سابق کے لگایا جائے کہ بالکل سیاہی جلد رفع کر دیتا ہی قیمت فی شیشی عہ اور نصف اونس کی ۸ر

قرص خضاب یہ قرص آملے کے پانی مین گہولکر لگایا جاتا ہی تہوڑے سے عرصہ مین بال سیاہ ہو جاتے ہین آخر مین بالونکی مضبوطی رہتی ہین مثل اصلی سیاہ بالونکے معلوم ہونے لگتے ہین قیمت نمبر اول فی تولہ ۴ر - نمبر دوم فی تولہ ۸ر

سفوف خارشت خارشت کو خصوصاً اور عام دانونکو بھی مفید ہی روغن گل یا مکھن مین ملاکر استعمال کیا جاتا ہی قیمت فی تولہ

حبوب قوبا - یہ گولیان سرکہ مین پیسکر لگائی جاتی ہین داد کو از حد مفید ہین - قیمت فی درجن ۳ر

مرہم دافع داد و اکوتہ ان دونون کیواسطے یہ مرہم مفید ہے مگر داد کیواسطے زیادہ مفید ہے - قیمت فی ڈبیا ۸ر

حبوب دافع طاعون یہ گولیان طاعون کیلئے بہت نافع ہین قیمت فی درجن ۲

عرق دافع طاعون - قیمت فی بوتل عہ

مرہم محلل ورم طاعون یہ مرہم طاعون کی گلٹی پر لگانے سی بہت جلد تحلیل کرتا ہی قیمت فی تولہ ۲ر

حبوب بواسیر دموی خوردنی قیمت فی درجن ۳ر

حبوب بواسیر ریحی خوردنی قیمت فی درجن ۲ر

حبوب محلل ورم بواسیر ریحی و دموی قیمت فی درجن ۲ر

سفوف محلل ورم بواسیر دموی و ریحی قیمت فی تولہ ۲ر

المشتہر

حکیم مرزا محمد تقی خان و برادران از لکھنو

محلہ کشرہ ابو تراب خان .

لی علیا قال فذهب الی علی فقال
له ما حاجتك فقال يدعوك
خليفة رسول الله فقال علی لسريع
ما كذبتم على رسول الله فرجع
فابلغ الرسالة قال فبكى ابوبكر
طويلا فقال عمر الثانية لا تمهل
هذا المتخلف عنك بالبيعة فقال
ابوبكر رض لقنفذ عد اليه فقل له
امير المؤمنين يدعوك لتبايع فجاءه
قنفذ فادى ما امر به فرفع علی صوته
فقال سبحان الله لقد ادعى ما
ليس له فرجع قنفذ فابلغ الرسالة
فبكى ابوبكر طويلا ثم قام عمر فمشى
معه جماعة حتى اتوا باب فاطمة
فدقوا الباب فلما سمعت اصواتهم
نادت صالی وابن ابی قحافة
فلما سمع القوم صوتها وبكاءها
انصرفوا باكين وكادت قلوبهم
تتصدع واكبادهم تتفطر وبقي عمر
ومعه قوم فاخرجوا علیا فمضوا
... بکر صفحہ ۲۱ جلد ۱

غلام تھا کہا کہ جا کر علی کو بلا لا قنفذ
حضرت علی کے پاس گیا حضرت نے پوچھا کیا
غرض ہے تیری۔ قنفذ نے کہا کہ خلیفہ رسول
آپکو بلاتے ہیں۔ حضرت علی نے کہا ہر آئینہ بہت
جلد تہمت رکھ دیا رسول اللہ پر۔ قنفذ واپس
آیا اور جو کچھ حضرت علی نے کہا تھا ابو بکر سے
بیان کیا۔ پس روئے ابو بکر دیر تک۔ عمر نے
کہا دوبارہ کہ مہلت نہیں دینا چاہئے۔ ابو بکر
نے پھر قنفذ سے کہا کہ جا کر علی سے کہو کہ امیر المومنین
تمکو بلاتے ہیں کہ بیعت کرو۔ حضرت علی نے
اوسکے جواب میں کہا۔ ایسا دعوی کیا ہے
جسکا وہ کسیطرح اہل نہیں۔ قنفذ نے آکر
بیان کیا تو پھر ابو بکر روئے دیر تک اسکے بعد
اٹھ کھڑے ہوئے عمر اور چلی اونکے ساتھ ایک جماعت
یہانتک کہ آئے دروازہ پر مکان جناب سیدہ
کے جب حضرت سیدہ نے اونکی آواز سنی تو
فریاد کی بلند آواز سے (عبارت مشکوک ہے) اے کیہ
ہوا ابن ابو قحافہ کو جب لوگوں نے حضرت
سیدہ کی فریاد کی آواز اور رونا۔ ونا سنا۔
تو سب روتے ہوئے وہاں سے چلے آئے اور
قریب تھا کہ قلب اونکے شگافتہ ہوں اور جگر
اونکے پارہ پارہ ہوں اور کھڑے رہے عمر اور اونکے ساتھ ایک قوم تھی پس باہر نکالا علی کو
اور لیگئے اونکو ابو بکر کے پاس۔

اللہ رے حضرت ابوبکر کی رقت قلبی کہ زار زار رو رہے ہیں مگر بقول انکے ان لی شیطانا یعتورنی انکی مہار کسی ایسے زبردست ہاتھ میں ہے کہ روتے ہیں مگر چھوڑتے نہیں۔ تو کیا اسکے بعد بھی اونکو نہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے کسکو خلیفہ کیا تھا؟

آٹھواں افسوس :۔ ہے کہ کاش پوچھتے انصار کا بھی کچھ حق ہو کہ نہیں جس سے ظاہر ہے کہ انکو اپنی خلافت کا حکم معلوم تھا نہ مہاجرین کی تخصیص۔ جس سے حدیث الآئمۃ من قریش بھی غائب ہوئی اور طرف مہاجرین کا حق ہونا بھی غائب ہوا۔ اسکے ساتھ انکا تسلط خلافت پر اور اہلسنت کی انکی طرفداری عجب حیرت افزا معاملہ ہے جسکی کوئی انتہا نہیں۔

نواں افسوس البتہ قابل قدر ہے کہ خلیفہ اول کو مرتے وقت تک بنت الاخ اور عمہ کا میراث نہ معلوم تھا جسکے لئے افسوس کرتے رہے۔ اور واقعاً جسکو اپنے بزازہ سے فرصت نہ ہو وہ کیا سیکہ سکتا ہے۔

بہرحال چونکہ مقصود اصلی حدیث المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ کی شرح ہے کہ کسطرح اس حدیث کی تعمیل طبقۂ اول میں کی گئی بلکہ خود خلیفہ اول سے کی جو فطرۃً ایک نرم دل اور رحیم آدمی بتائے گئے تھے کہ ایک کافر کو بھی مدۃ العمر نہ قتل کیا۔ اور مسلمانو نپر اونکی زبان ایسی تیز چلی کہ جب حکم دیا تو آدمی کے جلانے ہی اور پہونچتے ہی کا کہ نہ زخمی پر رحم کرو۔ نہ قیدی پر۔ بلکہ سبکو قتل کرو اور آگ سے جلا دو۔

لطیفہ حجاج | یہاں ایک لطیفہ یاد پڑا کہ ایک موقع پر عمر بن عبد العزیز نے کہا اگر تمامی دنیا کے ظالم سلاطین اپنے اپنے ظالموں کو لائیں اور ہم صرف اپنے حجاج کو پیش کریں تو سب پر حجاج ہی غالب نکلیگا مگر حق یہ ہے کہ حجاج بھی اس بوڑھے خلیفہ کے نامۂ اعمال کے مقابلہ میں شرما جائیگا کیونکہ اوسنے اگر لاکھوں آدمیونکو قتل کیا تو انشاء اللہ قتلائے خلیفہ اول کی مردم شماری بڑھ جائیگی

اور اگر خدانخواستہ اسمیں کسیطرح کی کمی ہوگی تو نوعیت قتل میں ضرور انکا درجہ بڑھا رہیگا کیونکہ زندہ جلانا یا مردہ کا جلانا بنسبت حجاج کے ابتک نہیں معلوم ہوا کہ اوسنے کسی مسلمان کو نعشہ جلایا ہو۔

یہہ حجاج ہی وہ شخص ہے کہ اوس زمانہ کے تمامی صحابہ نماز میں اسکی اقتدا کرتے اور اسکو اپنا امام و پیشوا سمجھتے جیسا کہ ابن حزم اسکی تصریح کی ہے مگر علامہ سیوطی اسکے نسبت لعنۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ عرب میں پہلا شخص جسنے زندہ آدمیونکو جلایا اوسکا نام عمرو بن ہند بادشاہ ہے جسکے بہائی سعد بن ہند کو سوید بن ربیعہ نے قتل کیا تہا۔ اس انتقام میں عمرو بن ہند نے ۹۹ آدمی کو بنی تمیم سے اور ایک آدمی کو قبیلہ براجم سے آگ میں جلایا جس سے اوسکا لقب محرق قرار پایا مجمع الامثال صفحہ ۲۶۷ مطبوعہ مصر مگر حضرت ابوبکر کا انتقام اوس سے بدرجہ سخت تہا کیونکہ وہاں ایک قبیلہ کے سو آدمی جلائے گئے تھے اور حضرت ابوبکر کی آگ تمامی قبائل عرب میں پہیلی تہی جسمیں قبیلہ مذحج۔ بنی اسد بن خزیمہ بنی عامر۔ ہوازن۔ سلیم۔ بنی تمیم۔ (جسمیں پہلے عمرو بن ہند نے جلانے کی ابتدا کی تھی) کا نام بالخصوص لیا جاتا ہے اور یمن حضرموت۔ کندہ۔ بحرین۔ عمان۔ بحرین شہرونکا نام مذکور ہے۔

ان حالات کے دیکہنے کے بعد آپکو تصدیق کلام جناب سیدہ میں جو بمخاطبہ ابوبکر فرمایا تہا افحکم الجاہلیۃ تبغون کوئی عذر نہوگا کیونکہ بیٹیونکا محروم کرنا ارث پدری سے مسلمات اہل جاہلیت سے ہے اور بغرض انتقام آدمی کو زندہ جلانا زمانہ جاہلیت میں صرف ایک نظیر رکہتا ہے۔

زندہ جلانیکی بدعت جو ابوبکر صاحب نے جاری کی تھی ایسی نہ تہی کہ یوہیں دبکر رہ جاتی معویہ کے زمانہ میں اوسکے ہمنام معویہ بن خدیج نے حضرت ابوبکر کے چہوٹے صاحبزادے محمد بن ابی بکر پر اسطرح جاری کیا کہ پہر حضرت عائشہ نے اوسکے بعد کبھی بہونا ہوا گوشت نہ کہایا حسن المحاضرہ میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

ودخل عمرو بن العاص فسطاط مصر ثم دل علی محمد بن ابی بکر مختفی بہ وقد کاد یموت عطشا فقدمہ معاویۃ بن خدیج فقتلہ ثم جعلہ فی جیفۃ حمار فاحرقہ بالنار وذلک فی صفر سنۃ ثمان وثلثین ص ۵ جلد ۲

یعنی عمرو بن عاص (صحابی) فسطاط مصر میں داخل ہوے۔ محمد ابن ابی بکر کے پوشیدہ

ہونے کی خبر دی گئی گرفتار کرکے لائے گئے اور ایسے پیاسے تھے کہ قریب تھا شدۂ عطش سے مرجائیں معویہ بن خدیج (صحابی) نے اونہیں قتل کیا او جثیہ حمار میں (مردہ گدہا) رکھکر جلادیا یہ واقعہ ۳۸ھ ہجری کا ہے -

پھر اس سنت کو یزید بن معویہ نے علاوہ واقعہ کربلا - خاص مکہ میں جاری کیا کیونکہ عبداللہ بن زبیر وہاں پناہ گزین تہا اوسکے قتل کے لئے لشکر بہیجا گیا منجنیق لگائی گئی مروج الذہب مسعودی میں ہے - واھدمت الکعبۃ واحترقت البنیۃ ص ۱۵۲ جلد ۶ کامل

یعنی خانہ کعبہ ڈہادیا گیا اور بنیان اوسکی جلادی گئی -

بعدہ خلیفۂ اول کے نواسہ عبداللہ بن زبیر نے اس سنت کو از سر نو زندہ کیا مروج الذہب مسعودی میں ہے وقد کان ابن الزبیر عمد الی من بمکۃ من بنی ھاشم فحصرھم فی الشعب وجمع لھم حطبا عظیما لو وقعت فیہ شرارۃ من نار لم یسلم من الموت احد وفی القوم محمد بن الحنفیہ پھر کہتے ہیں -

وحدث النوفلی فی کتابہ فی الاخبار عن ابن عائشۃ عن ابیہ عن حماد بن سلمۃ قال کان عروۃ بن الزبیر یعذر اخاہ اذا جری ذکر بنی ھاشم وحصرہ ایاھم فی الشعب وجمعہ الحطب لتحریقھم ویقول انما اراد بذلک ارھابھم لیدخلوا فی طاعتہ کما ارھب بنو ھاشم وجمع لھم الحطب لاحراقھم اذھم ابوا البیعۃ فیما سلف وھذا خبر لا یحتمل ذکرہ ھنا ص ۱۶ حاشیہ جلد ۶ کامل

ابن الزبیر نے مکہ میں جسقدر بنی ہاشم تھے اونکو شعب میں محصور کیا اور بہت سی لکڑیاں جمع کیں کہ اگر ایک چنگاری آگ کی بھی اوسمیں پڑتی تو ایک متنفس بہی نہ بچتا - انہی لوگوں میں محمد حنفیہ بہی تھے -

نوفلی نے روایت کی ہے کہ عروہ ابن الزبیر ہمیشہ اسکی معذرت کرتا کہ کیوں اوسکے بہائی عبداللہ نے بنو ہاشم کو اپنے عہد خلافت میں بمقام شعب قید کیا تہا اور لکڑی جمع

کی تھی جلانے کو۔ تو عروہ اسکا جواب دیتا کہ اس سے صرف اونکا ڈرانا دھمکانا منظور تھا
کہ لوگ اونکی حکومت قبول کرلیں۔ جیسا کہ پہلے بھی لکڑی جمع کی گئی تھی جب بنو ہاشم نے
بیعت سے انکار کیا تھا۔ اور یہ ایسی خبر ہے کہ یہاں اوسکا ذکر نہیں ہو سکتا
اتو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن زبیر نے صرف اپنے جد امجد فاسد حضرت ابوبکر کی تقلید ہی
نہیں کی تھی بلکہ اوسکو استدلال میں بطور نظیر پیش کرتے کہ ہمیں نے یہ کام نہیں کیا کہ بنو ہاشم
کو جلانا چاہا بلکہ جد اعلی اسکے موجد تھا۔
اس بیان پر ذرا یہ بھی غور طلب ہے کہ ابن الزبیر کا سلوک تو حضرت محمد بن حنفیہ کے
ساتھ یہ تھا کہ اونکو صرف اس جرم پر کہ ابن الزبیر کی بیعت نہ کی۔ اسطرح آگ سے جلانا چاہا
اور محمد بن حنفیہ کا کیا برتاؤ ہوا۔ فقال لنا ابن الحنفیہ لا تقتلوا الا من
قاتلکم کہ تمامی لشکر مختار سے جو اونہیں قید سے چھڑانے آیا تھا حکم دیا کہ تم ہرگز کسیکو
نہ قتل کرنا مگر اوس کو جو تم سے قتال کرے۔
نہیں نہیں اسپر ترقی سنئے۔ کہ مختار نے جسے اہلسنت کافر ہی کہتے ہیں۔ جو اپنا لشکر
امداد محمد بن حنفیہ کو بھیجا تھا تو اوس فوج نے بھی بخیال حرمت خانہ کعبہ تلوار چھوڑ دی تھی
اور بجائے تلوار لکڑیاں لیکر آئے تھے کہ خانہ کعبہ کی بیحرمتی نہو۔ مگر خلفائے اہلسنت نے یزید
سے لیکر تا بہ عبدالملک جو کچھ سلوک خانہ کعبہ سے کیا ناظرین تواریخ پر مخفی نہیں۔

تیسرا باب

اب ایک نظر اجمالی اوس طرف بھی دیکھنا چاہئے جہاں اس حدیث المسلم من سلم
المسلمون من لسانہ ویدہ کی تعمیل ہوتی ہے تاکہ معلوم ہو جو لوگ رسول کو سیو مجذ
سمجھتے تھے اور انکے احکام کو بخلاف ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی
یوحی سمجھتے تھے۔ کسطرح اس حدیث پر عمل کرتے جس سے خود بخود معلوم ہوگا
رسول پر ایمان صادق کیونکر لایا جاتا ہے۔
وجوہ استحقاق۔ سب سے پہلے جو خیال یہاں قائم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جناب امیر کو

اپنی حقیت پر کس درجہ استقلال تھا

(۱) وفات رسول کے بعد آپکو کل حالات معلوم تھے کہ کیا ہو رہا ہے یہانتک کہ حضرت عباس عم رسول کہہ رہے ہیں۔ لاؤ ہاتھ بڑھاؤ ہم بیعت کریں کہ کہنے کو ہو جائے عم رسول نے بیعت کر لی مگر آپ کہہ رہے ہیں کہ سلطان محمدؐ میں بھی کوئی منازعت کر سکتا ہے جس سے سمجھ سکتے ہو کہ اپنی حقیت پر ایسا یقین ہے کہ اس منازعت کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ معاذاللہ آپکو اتنی بھی عقل نہ تھی جو اس بات کو سمجھتے حالانکہ شور و غل بھی سن رہے ہیں سب کچھ سقیفہ میں ہو رہا ہے۔ کیا نہیں آپکو اپنی حقیت کا وہ یقین؟ کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو کبھی ایسی جرأت نہیں کر سکتے کہ خلاف حکم خدا و رسول ایسا کام کریں۔ اور اگر وہ لوگ اسلام سے خارج ہو کر اسکے مرتکب ہو رہے ہیں تو یہ معاملہ ایسا نہیں جو ایک دو شخص کی بیعت سے کچھ فائدہ ہو کیونکہ اس امر عظیم کا ارتکاب کر رہے ہیں کہ پوری آمادگی سے مخالفت خدا و رسول کی جا رہی ہے پھر اوس پر اس بیعت سے کیا اثر پڑ سکتا ہے۔

حضرت عباس نے دنیاوی خیال کے مطابق سمجھا کہ بیعت لے لو کہ کہنے کو ہو جائے ہماری بیعت مقدم ہے جسکے مطلب یہ ہوتے کہ اس ذریعہ سے جنگ و پیکار کی جائے۔ اور یہی دلیل حقیت قرار پائے کہ بوقت نزاع یہ حجت پیش کی جائے۔ جناب امیرؑ اس نزاع کو بعد وفات رسولؐ بالکل خلاف مروت سمجھتے تھے کہ بلا تجہیز و تکفین رسول ادھر متوجہ ہوں اور بمقابلہ نص خدا و رسول بیعت کو بے سود بشرطیکہ بموافقت ہو ورنہ مخالفت خدا و رسول ہے۔ اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ جب مخالفت خدا و رسول پر آمادہ ہو چکے ہیں تو بغیر جنگ و پیکار راہ پر نہیں آ سکتے۔ اور جنگ و پیکار کرنا اسوقت بالکل منافی شان اسلام ہے لہذا بالکل انکار کیا اور فرمایا کہ کوئی اسکا مدعی ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اسلام کے ساتھ یہ دعوی تو ناممکن ہے۔

(۲) جو حقوق آپنے اسلام پر قائم کئے اور جسطرح اشاعت اسلام میں ساعی رہے کہ ابتدائے اسلام سے آجتک جو خدمتیں کیں۔ وہ بجائے خود کافی ہیں اسکے لئے کہ آپکا حق مانا جا

اور کسیطرح آپکے حقوق میں مزاحمت نہ کی جائے۔
(۳) ابتداء روز اعلان نبوت جو معاہدہ حضرت نے آپسے کیا تہا وہ بہی پیش نظر تہا۔
(۴) رسم و رواج عرب بہی یہی تہا کہ جس قبیلہ کا سردار مرنا یا مارا جاتا تو اوسی قبیلہ کا دوسرا شخص جو اقرب ہوا وسکا قائم مقام بنایا جاتا ہے۔
لہذا ہر طرح آپ اپنے کو قائم مقام رسول اور جائز وصی وجانشین سمجھتے تھے اور وفات رسول سے تا بروز حصول خلافت آپ اپنے کو مستحق اور ہر طرح کا حقدار سمجھتے تہے اور دوسرونکو ظالم اور غاصب
انسکے ساتہ جب خلافت چہارم کا وقت آیا اور لوگوں نے آپکی خلافت قبول کرنا چاہا۔ مگر اوسی قاعدہ سے جو جاری ہوچکا تہا۔ تو کس طرح آپنے اونکو سمجہایا اور روکا کیونکہ آپکا خیال تو ابتدا سے یہی تہا اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو بے حکم خدا و رسول کسیکو امام بنا نہیں سکتے۔ اسلئے ہمیشہ آپکو اپنے حق کا مطالبہ رہا جب اونکی سرکشی اور تمرد کی آزمایش بخوبی کرچکے اور دیکھ لیا کہ اب انکے اخلاق بالکل بگڑ گئے اور کسیطرح یہ امر حق نہیں قبول کرتے کیونکہ ۲۵ ۲۶ برس کی عادت بگڑی ہوئی ہے اور اگر مجبور ہو کر حق کی طرف رجوع بہی کرتے ہیں تو اوسی قاعدہ جاریہ سے۔ لہذا بالکل انکار کیا اور نہایت سختی سے نامنظور کیا تاکہ لوگونکو معلوم ہوجائے۔ آپ پہلے جو خواہاں تھے تو بغرض دنیا داری نہیں طالب تھے بلکہ بغرض خیر خواہی اسلام۔ اسیوجہ سے اب انکار کرتے ہیں کہ جب تملوگ حکم خدا و رسول نہیں مانتے تو اپنی خواہش سے جسکو چاہو خلیفہ بناؤ ہم جیسے تب ساکت تھے اب ہی ساکت رہینگے،
جب دیکھا کہ نہ وہ کسیطرح دوسرے پر راضی نہیں ہیں نہ دوسرا کوئی خلیفہ ہو سکتا ہے کیونکہ اون لوگونسے جو ہے وہ کسی نہ کسی طرح خون خلیفہ میں شریک ہے جس سے اوسکا معرض انتقام میں آنا ضروری اور فتنہ و فساد کا ہونا ضروری لہذا اتقاضائے مصلحت اسلام قبول فرمایا۔ مگر اوسکے ساتہ ہی یہ بہی کہدیا کہ یہ ایسا معاملہ ہے جسکے متحمل نہ معمولی دل ہو سکتے ہیں نہ معمولی انسان تاریخ کامل صفحہ ۵۰ جلد ۳

اب حضرت کو دو مرحلہ پیش ہے ایک دنیوی دوسرا دینی۔ دنیوی مرحلہ تو کہتا ہے جس باطل طریقہ پر آجتک عمل درآمد ہوتا رہا آپ بہی کیجئے کہ چین سے حکمرانی فرمائیے سابق ارکان سلطنت پر سارا بار ڈالدیجئے جس طرح چاہیں وہ فتوحات کریں آپ مزاحمت نہ کریں۔ ظالموں کو معزول نہ کیجئے مظلوموں کی فریاد نہ سنئے۔ مشورے بہی اسیکے دئے جاتے ہیں یہانتک کہ اخص خواص بہی یہی راے دیتے ہیں۔

دینی مرحلہ کہتا ہے کہ آپ پر کچھ گذر نگر دیگر اسلام حقیقی کی تعلیم قائم کیجئے۔ وہ بنائی اسلام کیا چاہتا ہے۔ کس اصول پر جہاد ہو۔ کس اصول پر فتوحات ہو۔ کس اصول پر انتظام ہو۔ کس اصول پر قضایا فیصل ہوں۔ کیا قواعد مقرر مدون جس سے لوگوں کو معلوم ہو کہ اسلام کی اصلی تعلیم کیا ہے۔ اوسکے احکام کیا ہیں۔ اوسکے اعمال کیا ہیں۔ کیونکہ حالت موجودہ میں تو اسلام ایک لوٹیرا مذہب ہے جسمیں بجز شکم پروری جبر و تعدی ناجائز کوئی بات نہیں۔

یہہ مطلب ایسا باریک ہے اور ایسا دقیق کہ معمولی عقل تو کیا بڑے بڑے عقلا بہی نہیں سمجھہ سکتے کیونکہ یہ اسرار الٰہی سے ہیں جسکو وہی سمجھہ سکتا ہے جسے خدا اس کام کے لئے منتخب کرے اور رسول اوسے اپنا نائب کرے دوسرا کیونکر اس مرتبہ پر فائز ہو سکتا ہے۔

حضرت کی کشمکش اسوجہ سے اور بڑھ گئی کہ جدہر سے آواز آتی ہے اسکی کہ تم سابقین کی تقلید کرو۔ اوسی راہ پر چلو وہی طریقہ اختیار کرو تو پہر تمام مہمات خلافت و ملت ہو جاتی ہیں۔ مگر جو اس غرض کے لئے پیدا ہوا کہ اسلام کا مربی ہو۔ اسلام کا مروج ہو وہ کیونکر دنیا کو دین پر ترجیح دے سکتا ہے وہ کیونکر اسلام کو ذلیل و خوار کر سکتا ہے۔ وہ کیونکر اسلام پر ایسا بدنما دھبہ آنے دے سکتا ہے جو قیامت تک نہ مرتفع ہو کیونکہ ابتو سب کیلئے خلافت اوسی شخص کے ہاتھہ میں گئی جو ابتدا سے اسکا وزیر اور مشیر تہا۔ پہر کیوں وہی مظالم جاری رہے اور اوسی اندہا دہند کو رائج کیا جسپر پہلے روتے تھے کہ ہائے اسلام بدنام ہو رہا ہے۔ لہذا اپنے دین کو دنیا پر ترجیح